

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رسالتواں اجلاس

مباحثات 2013ء

﴿اجلاس منعقدہ 25 جنوری 2014ء بمطابق 23 ربیع الاول 1435 ہجری بروز ہفتہ﴾

| صفحہ نمبر | مندرجات | نمبر شمار |
|--------------|---|--------------|
| 1 | تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔ | 1 |
| 22 | رخصت کی درخواستیں۔ | 2 |
| 23 | تحریک التوائنمبر 7 منجانب ڈاکٹر شمع اسحاق (رکن صوبائی اسمبلی) | 3 |
| 25 | سرکاری کارروائی برائے قانون سازی | 4 |
| 29 | قرارداد نمبر 115 منجانب جناب نصر اللہ خان زیرے (رکن صوبائی اسمبلی) | 5 |
| 30 | مشترکہ قرارداد نمبر 20 منجانب جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور) | 6 |
| 31 | مشترکہ قرارداد نمبر 21 منجانب محترمہ سپوٹس مئی اچکزئی (رکن صوبائی اسمبلی) | 7 |
| 45 | مشترکہ قرارداد نمبر 22 منجانب پرنس احمد علی (رکن صوبائی اسمبلی) | 8 |
| 54 | مورخہ 21 جنوری 2014ء کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التوائنمبر 5 پر عام بحث۔ | 9 |

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 25/ جنوری 2014ء بمطابق 23 ربيع الاول 1435 ہجری بروز ہفتہ بوقت صبح 11 بجکر 20 منٹ پر

زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی جناب اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال، کویٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿پارہ نمبر 28. سورة الحشر. آیات نمبر 18-19-20﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَانْتَظِرُوا اللَّهَ لِيَأْخُذَ بِمَنَ تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٢٠﴾

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٢٠﴾

ترجمہ:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کہ کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے اور ڈرتے رہو اللہ سے یہاں تک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو۔ پھر اللہ نے بھلا دیئے انکو انکے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان برابر نہیں دوزخ والے اور جنت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مُراد پانے والے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی مولانا عبدالواسع صاحب۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): شکر یہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! ہم اپوزیشن کے ارکان ہر وقت یہ چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں اتفاق و اتحاد ہو اور ہم حکومت کے ہاتھ کو مضبوط لیں تاکہ حکومت ان مشکل مسائل سے نمٹنے میں انکے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہوں اور جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ بلوچستان صاحب کو جس موقع پر بھی اُنکو ہمارے تعاون کی ضرورت پڑی تو جناب اسپیکر! ہم نے اُن سے تعاون کیے ہیں آپکے تو اسپیکر کے انتخاب کے بعد جب وزیر اعلیٰ صاحب کے انتخاب تھا، تو وزیر اعلیٰ صاحب جب ہمارے گھر پر آئے تھے تو انہوں نے ووٹ مانگنے اور اسی اتحاد پر ”کہ ہم آگے جا کر ایک مشکل حالات سے نمٹنے کیلئے“ تو ہم نے اُنکا ساتھ دے دیا اور انہوں نے کہا ”کہ ہم اپوزیشن کو وہی مقام دیں گے جو مقام حکومتی اور میرے coalition کے لوگوں کا ہوگا“ اور پھر اسکے بعد مسلسل چھ مہینے ابھی سات آٹھ مہینے گزر گئے انکے اپنے اندر کوئی مشکلات ہیں لیکن ہمارے اپوزیشن کی طرف سے انکے لیے کوئی مشکلات سامنے نہیں آئے ہیں حتیٰ کہ بجٹ پیش ہونے کے دوران جب انہوں نے ایک غیر قانونی بجٹ pass کر دیا کہ block allocation۔ لیکن انہوں نے مجبوری ظاہر کر کے ”کہ ہمارا نیا حکومت ہے لہذا ہم اس حوالے سے آپ لوگ ہمارے ساتھ آ کر block allocation آگے جا کے ہمیں موقع مل جاتا ہے“ پھر کئی موقعوں پر ہم نے اُنکو کہہ دیا کہ on going کے اسکیمات کیلئے کچھ نہیں رکھے ہیں تو یہی مجبوری بیان کر کے ”کہ ہمیں موقع دیا جائے“ اور مختلف مواقع پر وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ ہمیں یقین دہانی کراتے تھے ”کہ نہ ہم on-going کو بند کر دیتے ہیں اور نہ ہم آپکے حلقوں میں مداخلت کر کے اور فنڈز بند کر دیتے ہیں“ اور اسی دوران جناب اسپیکر! جو عملی اقدامات تھے ہماری طرف سے اتحاد حتیٰ کہ ہم نے انکے ساتھ وہاں جا کے اسلام آباد میں تو بھی ہم نے دنیا کے سامنے یہ ثابت کر دیا کہ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے اور اپنے حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے جناب اسپیکر کہ یہ تمام processes میں ہمارے رویہ یہ ہوں اور ہم اُنکے ساتھ تعاون کے ہاتھ بڑھائیں گے لیکن جناب اسپیکر! جب ابھی انکے کا بینہ کے چھ مہینے چار مہینے کے بعد کا بینہ بن گیا تو ابھی انہوں نے تقسیم کر کے تمام فنڈز کو block allocation کو 65 حلقوں پر انہوں نے تقسیم کر دیا اب جناب اسپیکر! حلقے کا مقصد یہ ہیں کہ جس حلقے سے کوئی نمائندہ آئے وہ اپنی نمائندگی کر کے اپنے عوام کے حقوق حاصل کرنے کیلئے اُنکو حق حاصل ہیں لیکن جناب اسپیکر! اُس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمیں کہا ”کہ ہم block allocation، PSDP کے اندر جو ہم نے 25-25 کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں حلقوں پر ہم نے تو تقسیم کیا ہوا ہے لیکن وہاں غیر منتخب ہم تجاویز مانگیں

گے اور آپ کے یہ منتخب نمائندوں سے ہم تجاویز نہیں مانتے، پھر بھی ہم نے اُنکو بہت اچھے طریقے سے ”کہ وزیر اعلیٰ صاحب! آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں“ اور انہوں نے کہا ”کہ میں coalition کے سامنے دوبارہ رکھوں گا“ اس پر میں نے اپنے ساتھیوں کو کہہ دیا کہ آپ لیکن جناب اسپیکر! جب ہم اسلام آباد گئے واپسی پر بہت سے حلقوں سے وہاں ہمارے جو تجاویز ہم نے دیئے تھے جو اپوزیشن کے دوستوں نے تجاویز دیئے تھے اُنکو سارے پی سی ون مسٹرڈ کر کے وہاں کے حلقوں سے جو ہمارے اپوزیشن کے حلقے ہیں غیر منتخب لوگوں کے تجاویز nominations اُنکے پی سی ون approved کر کے اور ہمارے اُس تمام جذبات اور وہ اتحاد کیلئے اور ہم اس مشکل حالت میں جب حکومت کے ساتھ ہیں لیکن انہوں نے اس طرح رویہ رکھا اور پھر سردار صاحب کا جو معاملہ ہیں پھر افسروں کو جو تنگ کرنا، ہمارے ساتھ جس افسر نے اُس وقت کام کیے ہیں ہمارے پارٹی کے ہوں یا نہ ہوں ساروں کو اس طرح جب انتقامی کارروائی جب شروع کر دیا تو جناب اسپیکر! میں اس حوالے سے مسلم لیگ کے دوستوں سے اور پشتونخوا کے اندر معتدل مذاج لوگوں سے اور یہی نیشنل کے معتدل اگر کوئی ہوں اور مسلم لیگ (ق) اور ان حکومتی اتحاد سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ یہ غیر جمہوری روئے اور یہ معاملہ جب منتخب لوگوں کے بجائے غیر منتخب لوگوں سے حلقے کی نمائندگی کرواتے ہیں ہمارے لیے یہ قابل قبول نہیں ہیں اور جناب اسپیکر! ہم اس تمام کارروائی سے بائیکاٹ کرتے ہیں اور ہم یہی چاہتے ہیں یہ جو سارے Bills وغیرہ آئے ہیں یہ کارروائی کمیٹیوں کے حوالے کیئے جائیں جناب اسپیکر! ہم جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور یہ اس طرح روئے جیسے کہ مغل بادشاہت کا ہیں یہ تو جمہوریت ہیں حلقوں سے منتخب نمائندے آئے ہیں اور انکا احترام اور حقدار ہونا چاہیے لہذا اس حوالے سے ہم جناب اسپیکر! کارروائی سے بائیکاٹ کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! سُن تو لیں ناں اُنکا مؤقف وزیر اعلیٰ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ (قائد ایوان): اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی جی قائد ایوان صاحب۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ (قائد ایوان): میرے خیال میں عبدالواسع صاحب کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم سے ہر سطح پر تعاون کیے ہیں اور حکومتی سطح پر بھی اپوزیشن کے ساتھ وہی رویہ رکھا ہے کیونکہ ہم انتقام گیری کے قائل نہیں ہیں victimization کے قائل نہیں ہیں جہاں تک آپ کی پی ایس ڈی پی کا تعلق ہے اسپیکر صاحب! آج بھی میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ ہماری کامیابی نہیں بنی تھی ہم نے بڑی مشکل سے تین وزراء نے حلف لیکر آئینی تقاضے پورے کیے اور ہم نے بجٹ کو یہاں پیش کیا اور اسمین جتنے on going تھے اسمین یقین

کریں اسپیکر صاحب! 60 سے 70 پر سنٹ on-going ہیں 85 to 90 Billions Rupees on-going ہیں اور ہم نے وہ on-goings کو 60 to 70% more than انکو ہم نے cover کیا ہے اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جی! ہم نے غیر نمائندوں سے ہم نے وہ کیے ہیں ایسی بات نہیں ہیں جو umbrella projects تھے اسمیں ڈیپارٹمنٹ نے بہت سے criteria رکھ کے اپنے حوالے سے کچھ حکومتی حلقے ہیں coalition government کے instructions پر ہم نے کیے ہیں ہم نے honestly میں آپکو کہتا ہوں کہ اس بجٹ میں یہ جو ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ان میں کسی کی ایک solidly scheme جو reasonable ہوں مطلب ہم نے اسمیں وہ scheme بھی اسمیں ڈالے ہیں جو 50-60 کروڑ سے شروع ہو کر 11 ارب تک گئے ہیں ہاں! البتہ یہ ضرور ہم نے کی ہیں کہ جہاں پر specifications نہیں تھا جہاں پر جیسے تربت ہے تربت کے روڈوں کو میں جانتا ہوں کہ کون سے روڈز جو ہیں ناں ضروری ہیں، کن پر کام ہوا ہے جس پر کام ہو رہا ہے اسکو ہم نے carry-on کیے ہیں جس پر بالکل ٹھکیداروں نے 50% more than financial جو ہے ناں پیسے لیے ہیں اور انکی گواہی میں دیتا ہوں کہ وہاں پر کچھ کام نہیں ہوا ہے؟ what should we do? کیا ہم ان ٹھکیداروں سے پہلے وہی کام نہیں کر دائیں جو ان لوگوں نے پیسے تو لیے ہیں practically وہاں پر جو ہے ناں میں آپکو ایک ایک اس بجٹ پر ہم لوگوں نے پتہ نہیں کتنے دن خواری کیے ہیں وہ بھی چھ چھ سات سات گھنٹوں میں بیٹھ کر ہمیں finger tips پر یاد ہیں کہ کون سے اسکیم زمین پر ہیں کون سے اسکیم وہاں پر نہیں ہیں میں اس House کو Opposition کو assure کرتا ہوں کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے victimization نہیں کریں گے لیکن جہاں پر بلوچستان کے عوام کے ساتھ زیادتی ہوا ہے وہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم انکو investigate کریں انکو دیکھیں اگر وہ جائز ہیں تو ہم بالکل وہ ہم کریں گے ہم نے اپنے anticorruptions کو Chief Minister Inspection Team کو ہم نے وہ اسکیمیں دیئے ہیں وہ انکو دیکھ رہے ہیں اگر وہاں پر work-done ہیں تو ہم انکے جو allocations رکھے ہوئے ہیں اُس پر کوئی شک ہو تو ہم اُس allocations کو carry-on کر لیں گے اب رہا یہ کہ اگر ہم کہیں گے کہ جی اگر کوئی غلط کام ہوا ہے بھی ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈالیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اُس غلط کام میں پھر ہم بھی شامل ہیں ناں تو میں آپکے توسط سے جناب opposition کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کوئی Victimizations نہیں ہوئے ہیں گورنمنٹ ملازمتوں کے ٹرانسفرز ہوتے ہیں کسی کو ہم نے نہیں نکالا ہے یہاں پر جب پی این ڈی سے فنانس میں آتا ہے فنانس سے پی این ڈی میں چلا

جاتا ہے تو یہ ایک routine کا بزنس ہیں میں مولانا عبدالواسع صاحب سے یہ ضرور کہوں گا کہ جہاں کہیں آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ Victimizations ہوئے ہیں آپ میرے پاس بیٹھیں میرے ساتھ بیٹھیں ہم انکو جو ہے ناں اُنکے ساتھ بات کریں گے باقی جہاں تک یہ ہے کہ جی باہر کے لوگوں سے، کسی سے نہیں یہ coalition government ہے policy making ہیں آج بھی، اب اگر ہم 60% مطلب on-going کن کے تھے؟ 70%، 60% جو ہم نے دیئے ہیں وہ اپوزیشن کے تحت تھے اسپیکر صاحب! ہم میں سے کسی کے نہیں تھے وہ سب انہیں کے تھے تو انہیں گزارشات کے ساتھ میں مولانا عبدالواسع صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کی کچھ پالیسیاں ہوتی ہیں وہ بھی گورنمنٹ میں رہے ہیں ہم بھی اپوزیشن میں رہے ہیں لیکن ہم وہ سلوک نہیں کرتے ہیں جو ہمارے ساتھ ہوئے ہیں مطلب میں چھ سال سینئر رہا ہوں مجھے ایک ٹکا بھی نہیں ملا ہے ٹھیک ہے ناں لیکن میں سمجھتا ہوں میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ذمہ دار گورنمنٹ ہے ذمہ دار coalition government ہے ہم ہر چیز کو اسکے، اُسکو ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہیں چونکہ کارروائی سے بائیکاٹ کرنا، ٹوکن تو ٹھیک ہے لیکن یہ ہے کہ ہمیں اسمیں ہمیں Bills pass کرنے ہیں ہمارا کام legislations ہیں اسکیموں پر لڑنا نہیں ہیں اسکیم تو عوام کے ہیں ہر پارٹی اپنی پالیسی، گورنمنٹ پالیسی کے تحت میں انہیں گزارشات کے ساتھ میں اپوزیشن کے اس جو اُس نے کہا ہے کہ جی غیر نمائندوں کو دیا ہے میں اسکو ترید کرنا ہوں اور جو کچھ ہوگا گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہوگا بہت بہت شکریہ (ڈیسک بجائے گئے)۔

جناب اسپیکر: Thank you. thank you.

محترمہ راحیلہ عبدالحمید خان درانی: point of order-

جناب اسپیکر: راحیلہ بی بی۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: محترم اسپیکر صاحب! میں ایک توجہ آپ کی دلانا چاہتی ہوں اس matter پر کہ یہ جتنے بھی Bills پیش ہوئے ہیں As a Member of Assembly یہ میں آپکو بتانا چاہتی ہوں کہ ہم میں سے کسی کو بھی اسکی کاپی نہیں ملی، وقت سے پہلے اب یہ ایک استحقاق ہوتا ہے کہ تمام ممبرز کام از کم جب وہ Bills پیش ہوتے ہیں تو ہمیں پتہ تو ہو کہ اسمیں کیا ہے میں دعوے سے کہتی ہوں کہ اس میں جتنے بھی Bills ہوئے ہیں اگر اس محکمے کے علاوہ کسی اسمبلی ممبر کو پتہ ہے کہ اسمیں کیا ہیں۔ تو میں حیران ہوں گا کہ اسکو واقعی اسکی معلومات ہیں یا نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: داوی صاحب! منسٹری نے 200 کاپیاں نہیں بھیجے تھے؟۔ آج یہ introduce ہو

رہی ہیں لیکن copies پہنچ گئی ہیں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: نہیں sir، میں آپ کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتی ہوں آپ دیکھیں اسمیں تمام ہی بہت اہم نوعیت کے Bills ہیں اور اگر ہم کبھی باہر جاتے ہیں مجھ سے پوچھا جاتا ہے اس سے بھی ہٹ کر اسمبلی کی seat پر بیٹھ کر میں کسی چیز کو agree کر رہی ہوں مجھے پتہ ہی نہیں کہ میں کیا agree کر رہی ہوں تو یہ ایک بہت ہی serious issue ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسمیں اس وقت سب سے اہم میرے حساب سے جو being a woman کہ بلوچستان کے تشدد domestic violence women کا Bill آیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی وہ انہوں نے پیش کیا ہے وہ میرے خیال میں It is being introduced. Which has to go through the Committee now.

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: sir وہ ٹھیک ہے لیکن میرا کہنا کا مقصد یہ ہے۔

جناب اسپیکر: copies بھی آگئی ہیں میرے خیال میں وہ Ministry نے copies بھیجی ہیں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: sir کمیٹیاں تو ابھی تک بنی نہیں ہیں تو اس وقت تک تو۔

جناب اسپیکر: copies آگئی ہیں جی آگئی ہیں وہ مل جائیں گی آپ کو آپ دیکھ لیں ذرا side پر دیکھ

لیں اگر پڑے ہوئے ہوں جی ادھر پر table پر کاپی رکھ دیئے copies یہ آج introduce ہوگا۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: sir یہ ابھی ملا ہے ابھی تو میں اسکو نہیں پڑھ سکتی۔

جناب اسپیکر: This is going to be introduced not being passed.

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: I know sir لیکن sir جب ایک دفعہ introduce ہو جاتا ہے اسکے

بعد اسمیں ہم نے بعد میں اس پر بحث کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: amendments بھی دے سکتی ہیں آپ۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: اسمیں amendments دے سکتے ہیں لیکن sir میرا کہنے کا مقصد یہ ہے

کہ جب آپ ایک اتنے اہم نوعیت کے Bills پیش کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: I understand it.

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: تو وقت سے پہلے ہمیں دیں تاکہ ہم اُس پر پوری اچھے طریقے سے

prepare ہو کر کے اس وقت بھی پیش ہونے سے پہلے ایک Bill ناقص اُسکے ساتھ پیش ہو تو وہ اچھی بات

نہیں ہے اسمبلی کی کارکردگی پر وہ ہوتا ہے Thank you sir۔

جناب اسپیکر: جی جی ٹھیک ہے میں تھوڑی ایک چیز زیارتوال صاحب! آپکو بتاتا جاؤں please تشریف رکھیں زیارتوال صاحب! ایک وہ Law and Parliamentary Affairs کی اُوٹھک بیٹھک بہت زیادہ ہوتی ہیں تو یہ Women domestic پر ادھر پیش ہوا تھا سینٹ میں ڈاکٹر صاحب بھی تھے تو اسمیں انہوں نے پیش کر دیا کہ جی خواتین کے ساتھ گھروں میں domestic violence ہوتا ہے یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے اسلام آباد کی بات بتا رہا ہوں ہماری بلوچستان کی سوسائٹی ذرا مختلف ہے بہت سے ممبر آگے میرے ادھر چیمبر میں کہتے ہیں جی! آج تو پیش ہو رہا ہے خواتین کو تو تحفظ دے رہے ہیں ہم مردوں کو کون تحفظ دیگا؟ میں نے کہا وہ اسلام آباد میں؟ کہتا ہے جی اسلام آباد میں بہت سے بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کی خیر نہیں ہوتی گھروں میں تو وہ اسمیں وہ یہ چیزیں بھی دیکھتے ہیں مستقبل میں ہم کیسے پیش کرتے ہیں بلوچستان ذرا اس معاملے میں اچھا سوسائٹی ہے۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: اسمیں ایک اور request یہ ہے کہ ان تمام Bills کو اردو میں دیا جائے۔
جناب اسپیکر: اردو بھی لازمی ہیں بالکل۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: بالکل دیا جائے کیونکہ یہ بالکل بڑی ثقیل انگلش میں ہے جو کہ عام طور پر سمجھ نہیں آتا ہے۔

جناب اسپیکر: دونوں میں ہونگے۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ کی تائید کرتا ہوں اسلئے کہ قائمہ کمیٹیاں ابھی تک نہیں بنی ہیں ہوتا یہ رہا ہے کہ جو Bill اسمبلی کے Floor پر آجاتا ہے introduce ہو جاتا ہے پھر قائمہ کمیٹی کے پاس چلا جاتا ہے وہ study کر لیتے ہیں پھر بعد میں دوبارہ اب انہوں نے Bill پیش کر دیا اب یقیناً اسکے بعد اسکو قاعدہ 84 کے تحت اسکو مستثنیٰ بھی قرار دیں گے تو اگر Bill پہلے آجائے ڈیپارٹمنٹ کو کہا جائے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اگر پہلے ہی تیاری کر لیں وہ مادری زبانوں کا Bill تھا پھر اسمیں بڑا وہ رہا ہے اب انہوں نے دوبارہ جو Bill پیش کیا ہمیں تین دن پہلے چار دن پہلے Bill دینا چاہیے تاکہ ہم اسکو study کر سکیں اور پھر جا کے اس پر بحث بھی کریں گے تو اس سے ڈیپارٹمنٹ میں جو بیٹھے ہوئے ہیں ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے وہ kindly وہ یہ کر لیں۔
جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): شکر یہ جناب اسپیکر راحیلہ

صاحبزیرے صاحب اور جنہوں نے Bill کے حوالے سے بات کی ہیں بجا ہے معقول ہے ہونا یہ چاہیے کہ چونکہ ہم قانون بنانے جا رہے ہیں تو قانون بنانے کیلئے وہ ایک فرد کیلئے نہیں ہوا کرتا پورے صوبے کے لئے ہیں اور سالوں کیلئے ہوتا ہے تو پہلے سے لوگوں کے پاس معزز ممبران کے پاس جانا چاہیے انکو اُس پر study ہونی چاہیے اب مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت قائمہ کمیٹیاں ابھی تک قائم نہیں ہوئی ہیں ہم قائمہ کمیٹیاں قائم کرنے جا رہے ہیں اور پھر یہ فلوری کی نو ابدید پر ہوگی فلوری جیسے بھی چاہے گی کمیٹیوں کے حوالے کرے گی pass کرے گی ٹھیک کہے گے اُس وقت اس طریقے سے ہوگی تو اس وقت ہمیں کام بھی درپیش ہیں اور ان کاموں کے حوالے سے میرے دوستوں سے request یہ ہے راحیلہ صاحبہ سے نصر اللہ زیرے صاحب سے بھی کہ جو Bill ہم لائے ہیں اس وقت واقعتاً آئیں بہت سی ہو آئے ہیں اُردو میں نہیں ہیں ساتھ لگا ہوا فلانا نہیں ہیں فلانا نہیں ہیں جلدی میں جتنی چیز تیار ہوئی ہیں نہیں اکثر Bills کے ساتھ کچھ کے ساتھ نہیں ہیں تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہم کریں گے اور طریقے سے کریں گے اور اُس پر جائیں گے اس کی وہ دُرست ہے لیکن اس وقت اب ہم اسے پیش کریں گے اور اُسکے بعد جو آنے والے Bills ہونگے واقعتاً پہلے سے انکو دیا کریں گے ہفتوں پہلے انکو دیا کریں گے سب دوست پڑھ لیں اور اُس پر جو بھی رائے جس کی بنتی ہوں وہ اپنی رائے دے دیں اور بعد میں جب Floor پر آ جائیگی تو Floor پر بھی انکو یہ حق حاصل ہے کہ جس کمیٹی کے حوالے کرتے ہو جس ڈیپارٹمنٹ کا قانونی Bill ہوگا وہ اُسی کمیٹی کے پاس چلی جائیگی وہ اُسکو مزید analyse کر کے جس طریقے سے وہ پیش کرنا چاہیں گے تب جا کے منظوری کیلئے جائیگی شکر یہ جناب۔

جناب اسپیکر: جی زیارتو مال صاحب! آپ سے ایک گزارش یہ ہے کہ آپ اسی سیشن کے دوران committees form ہو جائیں تو بہت اچھا ہوگا اسکے اوپر آپ نے home work بھی کیا ہوا ہے Parliamentary Leaders بھی بیٹھے ہیں Leader of the Opposition کو بٹھائیں یہ چیزیں طے کریں تاکہ آپکی اسمبلی چلے۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالملک صاحب۔

(قائد ایوان): دیکھیں ناں جناب اسپیکر! یہ coalition government ہے کمیٹیاں جو ہیں ناں، coalition government کی آپس میں جب تک کچھ چیزیں طے نہیں ہوں شاید ہم میں نے آپکو assurance دی ہے نواب ثناء اللہ صاحب یہاں پر نہیں نہیں جو نہیں وہ آریگا ہم ان کمیٹیوں کو مطلب آپ بھی next session سے پہلے آپکو بنا کے دے دیں گے کیونکہ بغیر کمیٹیوں کے جو اسمبلی کی برنس ہے

وہ بالکل ادھوری ہے تو چونکہ وہ گیا ہوا ہے عمرہ پر وہ جونہی آئیگا میں زیارتوال اور باقی دوسرے دوست بیٹھ کے کمیٹیوں کے فیصلے کریں گے کیونکہ اسمیں coalition government کی in-put بہت ضروری ہے۔

جناب اسپیکر: coalition کے علاوہ اپوزیشن کو بھی اور ہر Parliamentary Leadeers کو please involved کر لیں تاکہ وہ سارے معاملات طے ہو جائیں جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): جناب اسپیکر! میں ریکارڈ کی درستگی کیلئے کہ C.M. صاحب miss کر گئے ایک point کو ہم کسی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کریں گے لیکن ہم سپریم کورٹ میں گئے تھے سپریم کورٹ میں case تھا زیارتوال نے case کیا تھا سپریم کورٹ نے چند کیسوں کی investigations کی کمیٹی بنائی یہاں کے صوبے کے دیدہ دانستہ لوگوں کی وہ ثابت کر دیا کہ مختلف کیسوں میں مختلف قسم کے دھاندلیاں ہوئی ہیں irregularities ہوئی ہیں وہ الفاظ ہم نہیں repeat کریں گے۔ اُسکے آئینہ میں اپوزیشن گورنمنٹ کو دیکھتے ہوئے سپریم کورٹ کا مفصل فیصلہ ابھی نکلا ہے جس میں لفظ forensic استعمال کیا گیا ہے کہ باقی جو 75% cases رہ گئے ہیں اُنکی forensic چھان بین کی جائے irregularities دیکھی جائے physical observations کی جائیں کہ feasibility ہوئی ہے اور وہ جو اسکیمات کے conduct of rules ہوتے ہیں وہ follow ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں اور جو ذمہ وار ہوں اُنکو خاطر خواہ اُنکی اداروں کے حوالے اُنکو کی جائیں یہ سپریم کورٹ کی الفاظ ہیں اسمیں ہم کسی کے ساتھ ذاتی وہ نہیں کر سکتے ہیں تو وہ ڈاکٹر صاحب جو کہہ رہے تھے کہ ہم نے ٹیمیں بھیجی ہیں تو اُنکو اپوزیشن والے اپنی ہمارے اُنکے ساتھ ذاتی اختلاف کی بات نہیں ہے دوسری بات جناب والا developments جو ہوتی ہیں وہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے یہ اپوزیشن کی ذمہ داری نہیں ہوتی ہیں انہوں نے جو developments کرنے تھے وہ تو سب ساری دنیا کو پتہ ہے تو developments ہم ہم C.M. صاحب کی instructions کو follow کرتے ہوئے As a Leader of the House تمام حلقوں میں developments کریں گے شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی صحیح ہے قائد ایوان کچھ دوست بھیج دیں اُنکو سمجھانے منانے کیلئے۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: اپوزیشن کے بغیر یہ ایوان بھی ادھورا ہے تو ہم کہتے ہیں آپ کسی کو بھیج دیں۔

جناب اسپیکر: جی میں یہی کہہ رہا تھا قائد ایوان کو کہ ایک team بھیج دیں سینئر اکیڈمک کو کہ وہ اُن سے بات کر لیں کوئی بھی چلا جائے آپ کی پشتونخوا سے مسلم لیگ سے نیشنل پارٹی سے چلے جائیں (ق) لیگ سے چلے جائیں دو تین اکٹھے حاجی محمد اسلام دو تین دوست لے جائیں میڈم حُسن بانو بھی واک آؤٹ کر کے چلی گئی ہیں کوئی خاتون بھی چلی جائیں اُنکو منانے کیلئے۔ نہیں نہیں سردار کو نہیں بھیجیں یہ team وہ جو ہوتے ہیں ناں field workers آپ پہلی دفعہ آئے ہیں ناں آپکو جانا چاہئے پھر کام بنا کے آنا کام بگاڑ کر نہیں آنا کوئی چلے تو جائیں کوشش تو ہو سردار اسلم صاحب نے بات صحیح کی ہے کہ پارلیمانی روایت ہے یہ اچھا اگر House اجازت دے سردار صاحب آپکو request کرتے ہیں زیارتوال صاحب Law and Parliamentary Affairs کے امور چلائیں گے پھر House کو بھی بیٹھنا ہے کسی دن سردار اسلم صاحب آپ try کریں مولانا واسع صاحب کو منانے کی بھرپور کوشش کریں اچھا آپکی اجازت سے وقفہ سوالات کے سلسلے میں اسمیں جو جوابات موصول ہوئے ہیں ہو گئے ہیں تو صحیح بات ہے وہ property of the House بنانے کی اجازت دیں جن کے جواب موصول نہیں ہوئے ہیں اُنکو deffer کرتے ہیں کیونکہ جتنے بھی سوالات کنندہ ہیں وہ موجود نہیں ہیں اور جن کے سوالات کے جوابات ہیں اور وہ نہیں ہیں تو House مجھے اجازت دے کہ میں اُنکو Property of the House بنا دوں اور جو موصول نہیں ہوئے ہیں اُنکو deffer کر دیتے ہیں پھر دوبارہ وہ آ جائیں گے۔ Thank you. جی وقفہ سوالات ختم ہوا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی): جناب جعفر خان مندوخیل صاحب کوئٹہ سے باہر گئے ہیں آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: جی سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: محترمہ راحت جمالی صاحبہ نجی مصروفیات کی بناء اسمبلی کے اجلاس مورخہ 13 جنوری تا آج مورخہ 25 جنوری 2014ء تک رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: جی سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: حاجی گل محمد مڑ صاحبہ نجی مصروفیات کی بناء آج کے اجلاس میں شرکت سے قاصر ہونے کی وجہ سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: جی سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی اچھا!

تحریک التواء نمبر 6 تھا اُنکے محرکین واک آؤٹ کر گئے ہیں اگر آجاتے ہیں واپس پھر بھی موقع دیں گے House کی اجازت سے ابھی تحریک التواء نمبر 7 پر جاتے ہیں محترمہ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب میں اسمبلی قواعد و انضباط کا راجر یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتی ہوں تحریک یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئٹہ شہر میں زیادہ تر سبزیاں شہر کے زہر آلود پانی سے اُگائی جاتی ہیں جس سے پھائٹس اور دیگر مہلک بیماریوں کا باعث بن رہے ہیں جس کے باعث کوئٹہ کے نصف سے زیادہ شہری پھائٹس جیسے موذی مرض کا شکار ہیں جس کے باعث شہری زندگی ایک عذاب بن کے رہ گئی ہے اور حکومتی سطح پر اس کا تدارک نہ ہونے کے باعث یہ بیماریاں کوئٹہ شہر کی مکمل آبادی کو اپنی لپیٹ میں لینے کا قوی اندیشہ ہے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی تحریک التواء نمبر 7 پیش ہوئی اسکے سلسلے میں آپ ایوان کو اعتماد میں لیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب یہ تحریک انتہائی اہم ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کا تعلق direct عوام کے ساتھ ہے کیونکہ ہم غریب جو لوگ ہیں جتنے لوگ ہیں وہ یہی سبزیاں اور سلاڈ جو ہے وہ استعمال کر رہے ہیں آج سے پہلے بھی جب میں اسمبلی کی ممبر تھی تو میں نے یہ تحریک التواء لیکر آئی تھی اسکو میں بہت ہی اہم سمجھتی ہوں کیونکہ اس سے جو بیماریاں پھیل رہی ہیں جو ہسپتالوں کا پانی ہیں جو وہاں پر بولان میڈیکل ہسپتال ہے اور حبیب نالے کا پانی انہیں سبزیوں کو لڑ رہا ہے اور اُسکے باعث پھر جو اس پانی سے جو سبزیاں کاشت ہو رہی ہیں تو وہ آپ خود سمجھتے ہیں ملیریا ٹائیفائیڈ تو ہوگا ہی لیکن پھائٹس جو کہ ایک موذی مرض ہے ابھی پھائٹس C کا تو علاج ہی ناممکن ہے اور اسکی ویکسین اتنی مہنگی ہے کہ جو ایک عوام کی پہنچ سے بھی بہت دور ہے تو پہلے بھی اسکو میں نے اسمبلی میں لیکر آئی تو چونکہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہماری باتوں کو نہ غور سے سنا جاتا تھا اور نہ ہی اُس پر کوئی منظوری دی جاتی تھی تو آج میں چونکہ پُر امید ہوں کہ چونکہ democratic party آئی ہے جو کہ ڈاکٹر مالک صاحب کی صورت میں ہمارے سامنے پشتونخوا اور دیگر جو مسلم لیگ (نواز) کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ اسی ایوان کے توسط سے یہ تحریک التواء منظور کی جائیگی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ یہاں سے گزرتے ہوئے کبھی آپکا گزرنے کا اتفاق ہو جب آپ گزریں گے تو آپ اپنی گاڑی کے شیشے کو بھی اُوپر کر لیں گے انتہائی بدبودار وہاں سے ایک قسم کی جو ہے ناں تعفن کی بو آتی ہے کہ آپ وہاں سے گزر رہی نہیں

پاتے ہیں اور یہ سبزیاں کھانے کے بعد عوام کا کیا حال ہوگا جو کہ ہمارے اسے کھا رہے ہیں اور ہم بھی شاید ہمارے گھروں میں یہی سبزیاں کوئٹہ سے استعمال ہو رہے ہیں سیلاب کے طور پر سبزیوں کے طور پر تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر اگر ہم صاف پانی استعمال نہیں کر سکتے ہیں تو کم اسکولم از کم recycling کر لیں کیونکہ آپ دیگر بڑے بڑے ممالک کو دیکھ لیں وہاں پر recycling انہوں نے اپنا ایک پالیسی بنایا ہوا ہے کہ گندے پانی کو صاف کیئے جاتے ہیں یا تو recycling کی جائے یا پھر صاف پانی کا تدارک جو ہے وہ ہم بنایا جائے اور اس پر فوری action لیا جائے شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی ٹریڈری پیپرز کی جانب سے کوئی جواب دیں۔ جی زیارتوال صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: شکر یہ جناب اسپیکر جناب اسپیکر! جو تحریک التواء محترمہ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ لے آئی ہیں اس سلسلے میں جناب اسپیکر اُس وقت 2006ء میں ایک کمیٹی بنی تھی اور اُس کمیٹی نے کوئٹہ کی اُس پر کام کیا تھا اور وقتاً کوئٹہ کی جو پانی ہے نالیوں کا پانی اُس سے یہاں سبزیاں اُگائی جاتی ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ سبزیاں دراصل بیماریاں ہیں سبزیاں نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: مضرت۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جی مضرت ہیں اور مضرت سبزیاں اُس وقت کوئٹہ گریٹر واٹر سپلائی جو اسکیم تھا اُس میں نالیوں کے پانیوں کو فلٹر کرنے اور قابل کاشت بنانے یعنی زمینوں کو یا فصل کو دینے کے قابل بنانے کی وہ بھی تھی۔ تو اُس پر ہم نے لکھا بھی تھا۔ کوئٹہ کے خصوصاً اُس پر اُس وقت کی کمیٹی کے طور پر ہم نے لکھا بھی تھا دیا بھی تھا جمع بھی ہوا تھا تو لیکن اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے اور وہ سبزیاں انہیں گندے پانی سے مضرت سبزیاں اب تک اُگائی جاتی ہیں اور ایمانداری کی بات یہ ہے کہ پالک جو زیادہ پسند ہے مجھے میں اسلئے نہیں لیتا ہوں کہ یہاں سے اُگتی ہیں تو محترمہ جو تحریک التواء لے آئے ہیں اس پر واقعی بحث ہونی چاہیے اور وہ جو منصوبہ تھا جس میں پانی کو فلٹر کرنا تھا اور کاشتکاروں کو مہیا کرنا تھا وہ منصوبہ اُسکی مشینری اُسکے پیسے اُسکے تماشے کہاں گئے؟ ابھی تو دوست واک آؤٹ کر گئے ہیں تو یہ تمام تماشے اُس وقت سے جاری تھے اب تک جاری رہے ہیں اب ٹھیک ہے اپوزیشن کے بغیر ایوان اچھا نہیں لگتا لیکن ان چیزوں پر گذشتہ پانچ سالوں میں چھ سالوں میں سات سالوں میں کسی نے سوچا بھی نہیں ہے اور وہ جو رپورٹ ہم نے کسی محنت اور خواری سے لے آئے تھے اُس پر بہت سے ماہرین کی رائے تھی کہ اُس میں کیا کیا چیزیں ہیں ان تمام چیزوں کے ساتھ تو میں انکی تحریک التواء کی حمایت کرتا ہوں آپ اسکو بحث کیلئے منظور کر لیں تاکہ ہمارے اراکین اس پر بحث کریں اور یہ جو

شہر کے اندر گندے پانی سے جو سبزیاں اُگائی جاتی ہیں اسکا کوئی متبادل حل نکال کے یا اُنکو پانی فلٹر کر کے دے دیں یا اُسکے علاوہ یہ جو زمینیں لوگوں کی پڑی ہیں جو کاشت کرتے ہیں اُسکا متبادل کیا نکالتے ہیں وہ نکال کر کے اُنکو دے دیں اور یہ زمین اور اس کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس پانی سے ہم ختم کریں۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! ٹریڈری پنچرا اسکے حق میں ہے کہ اس تحریک کو adopt کیا جائے تو adopt ہوتی ہے وہ مجھے اندازہ ہو گیا ہے House کا تو انشاء اللہ 28 تاریخ کو نہیں 28 تاریخ کے بعد رکھیں کیونکہ بہت heavy agenda ہے وزیر اعلیٰ صاحب کی اجازت سے انشاء اللہ دو دن زیادہ اجلاس کو extra چلائیں گے کہ ہم نے pass کرنی ہیں دوسری چیزیں بھی تو یہ تحریک دو گھنٹے بحث کیلئے منظور ہوتی ہے تاریخ کا تعین کر دیا جائیگا (ڈیسک بجائے گئے) سرکاری کارروائی پر آجاتے ہیں وزیر داخلہ اپنی تحریک پیش کریں۔

میرسرفراز احمد گپٹی (وزیر داخلہ):۔ شکر یہ جناب اسپیکر میں وزیر داخلہ بلوچستان دہشتگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی بلوچستان دہشتگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) پیش ہوا اگلی تحریک پیش کریں وزیر داخلہ صاحب۔ میرسرفراز احمد گپٹی (وزیر داخلہ): میں وزیر داخلہ بلوچستان دہشتگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان دہشتگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان دہشتگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے وزیر تعلیم اپنی تحریک پیش کریں کوئی بھی پیش کر سکتا ہے۔ on his behalf. جی زیارتوال صاحب۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): شکر یہ جناب اسپیکر میں صوبائی مشیر تعلیم کی جانب

سے بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) پیش ہوا وزیر تعلیم اگلی تحریک پیش کریں۔
وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات۔ شکریہ جناب اسپیکر میں صوبائی مشیر تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے وزیر خوراک اگلی تحریک پیش کریں۔
میراظہار حسین کھوسہ (وزیر خوراک، وومن ڈویلپمنٹ، ترقی نسواں): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شکریہ جناب اسپیکر صاحب میں وزیر خوراک بلوچستان نوڈ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی بلوچستان نوڈ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) پیش ہوا اگلی تحریک پیش کریں وزیر خوراک صاحب۔
وزیر خوراک، وومن ڈویلپمنٹ، ترقی نسواں: میں وزیر خوراک تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان نوڈ اتھارٹی کے مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان نوڈ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان نوڈ اتھارٹی کا مسودہ

قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے وزیر ترقی نسواں مرد کوئی وزیر ہیں نسواں کے وہ پیش کریں نسواں وزیر تو نہیں ہیں۔

وزیر خوراک، وومن ڈویلپمنٹ، ترقی نسواں: میں وزیر ترقی نسواں بلوچستان گھریلو تشدد سے (روک تھام) اور حفاظت کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 7 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی وزیر ترقی نسواں اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر خوراک، وومن ڈویلپمنٹ، ترقی نسواں: میں وزیر ترقی نسواں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان گھریلو تشدد سے (روک تھام) اور حفاظت کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 7 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان گھریلو تشدد سے (روک تھام) اور حفاظت کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 7 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان گھریلو تشدد سے (روک تھام) اور حفاظت کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 7 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے وزیر تعلیم میرا خیال ہے آپ نہیں پیش کریں آپ نے request بھیجی ہے کہ یہ پبلک سروس والا تھوڑا delay کر دیں۔

میر محمد حاصم کر دیلو: جناب اسپیکر! اسکو deffer کر دیں ہمارے اس پر کوئی تحفظات ہیں ہم C.M. صاحب سے اس پر discussion کریں گے پھر بعد میں یہ اسکو لے آئیں۔

جناب اسپیکر: اسکو deffer کر دیا اسکو deffer کیا جاتا ہے coalition government آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حال احوال کر لیں پھر جیسے کہیں۔

قائد ایوان: اراکین اپنی تجاویز دے دیں۔

جناب اسپیکر: جو اراکین ہیں وہ اپنی تجاویز اس Bill کو پڑھ کر دے دیں ہمارے Law and

Parliamentary Affairs کے Minister کو۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: جناب اسپیکر! ہم Leader of the House سے کہتے ہیں کہ ہمیں اس پر اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے نہ ہم سے صلاح و مشورے کیے ہیں۔

جناب اسپیکر: کیبنٹ میں اگر اس پر فیصلہ ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جناب اسپیکر! کیبنٹ میں یہ pass ہوا ہے۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: جناب اسپیکر! ہم کیبنٹ کے ممبر نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: آپ تو نہیں ہیں لیکن آپ کے پارٹی کے دوست تو ہیں نا۔

میر محمد عاصم کر دگیلو: جناب اسپیکر! اُسکو بھی میں نے کہا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: آپ ٹھیک ہے لیکن وہ کیبنٹ سے pass ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا میرے ذریعے بات کریں نا زیارتوال صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جی جی۔

جناب اسپیکر: ایسا کریں جو کیبنٹ کا فیصلہ ہے وہ ممبران کو دے دیں کہ کیبنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ

خصوصی کمیٹی بنی تھی They are updated ہوں کہ ہوا کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جی ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: یہ اتنا please کر دیں اگلے مسودہ قانون پر چلیں سردار بہادر وومن یونیورسٹی کا مسودہ قانون پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: میں صوبائی مشیر تعلیم کی جانب سے سردار بہادر خان

وومن یونیورسٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ 2014ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی سردار بہادر خان وومن یونیورسٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ

2014ء (مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ 2014ء) پیش ہوا اگلی تحریک پیش کریں وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: میں صوبائی مشیر تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا

ہوں کہ سردار بہادر خان وومن یونیورسٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ

2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے

مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا سردار بہادر خان وومن یونیورسٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی سردار بہادر خان وومن یونیورسٹی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے سرکاری قرار داد نمبر 115۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ہم ارکین اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 181 کے تحت تحریک پیش کرتے ہیں کہ اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 115 اور آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 144 کے تحت ہمیں آئینی مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر: جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب، سردار مصطفیٰ خان ترین، میراظہار حسین کھوسہ صوبائی وزراء، نصر اللہ خان زیرے، عبدالجید خان اچکزئی، منظور احمد کاکڑ، آغا سید لیاقت علی، نوابزادہ طارق مگسی، سید محمد رضا، عبدالملک کاکڑ، مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل، مفتی گلاب خان، ولیم برکت صاحب، محترمہ راحیلہ جمید خان درانی، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ ان سب کی یہ تحریک ہے۔ تحریک جو پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ارکین اسمبلی، قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 181 کے تحت تحریک پیش کرتے ہیں یہ میں نے پڑھنا نہیں ہے لیکن اس لیے ذرا alert کر رہا ہوں سب کو کہ اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 115 اور آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 144 کے تحت ہمیں آئینی مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو تحریک منظور کرنے کے حق میں ہیں، وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ یہ آئینی تقاضہ ہے۔ 17 آدمی کاکھڑا ہونا۔ گنتی ہوگئی ہے۔ 17. They are more than 17 تشریف رکھیں تحریک کو قاعدہ نمبر 115 (3) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی ہے لہذا محرکین کسی ایک محرک کو مندرجہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے آپ میں سے ایک پیش کر دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا جہاں کی پارلیمانی نظام میں تمام عوامی منتخب نمائندوں کے استحقاقات اور مراعات ایک جیسے ہوتے ہیں جبکہ پاکستان دولت مشترکہ یعنی commonwealth کا رکن ہے جس کے مختلف ممالک میں نمائندوں کی نہ صرف سرکاری حیثیت سے

شرکت لازمی ہوتی ہے بلکہ عوامی مفاد میں بیرون ملک دورے بھی کرنے پڑتے ہیں جبکہ اسکے برعکس اس مقصد کیلئے منتخب عوامی نمائندوں کو آفیشلز گریٹس پاسپورٹ (gratis passport) کی عدم دستیابی کی وجہ سے اکثر و بیشتر عوامی نمائندے ان اہم اجلاسوں، تقریبات اور سرگرمیوں سے محروم رہتے ہیں لہذا یہ ایوان مجلس شوریٰ کو پاکستان کے آئین کے دفعہ 144 کے تحت اختیار دیتا ہے کہ مجلس شوریٰ، صوبائی اسمبلی کے نمائندوں اور انکی spouses کو تاحیات آفیشلز گریٹس پاسپورٹ (gratis passport) کے اجراء کے سلسلے میں ضروری قانون سازی کرے۔

جناب اسپیکر: قاعدہ نمبر 115 کے تحت آئینی قرارداد پیش ہوئی آیا مشترکہ آئینی قرارداد منظور کی جائے؟۔ ہاں یا نہیں؟ مشترکہ آئینی قرارداد کو منظور کیا جاتا ہے یہ آپکا پہلا قدم ہوا ہے ادھر سے یہ ابھی second قدم Leader of the House اور ہماری ٹیم کو ہاں take-up کرنا پڑیگا اس قرارداد کی رُو سے، آرٹیکل 144 کے رُو سے آپ جا کے take-up کریں گے۔ جس سے آپکے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔

میر محمد عاصم کردگیلو: point of order اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی جی۔

میر محمد عاصم کردگیلو: اسپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی آپکو request کی تھی کہ اسمبلی کی کارروائی ایک دن پہلے ہمیں پہنچایا جائے ابھی ہم ادھر آئے ہیں صبح ہمارے پاس نہیں تھا کہ ہم اسکا مطالعہ کریں ابھی یہ table پر پڑا ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! اسکو check کریں وہ جس نے receive کیا ہے وہ پتہ تو کروادیں کہ میر عاصم کے جس بندے نے receive کیا تھا گھر پر اُنکے دستخط لے لیا کریں لیا ہوا ہے تو اُنکو دکھا دیں۔ میرے خیال میں گھر میں آپکے کسی آدمی نے ادھر رکھ کے، اُسکے اوپر کینوں شینوں نہیں رکھ دیے ہوں جی جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب! نواب محمد ایاز خان جو گیزٹی، سردار مصطفیٰ خان ترین صاحب صوبائی وزراء۔ عبید اللہ جان بابت، مشیر برائے وزیر اعلیٰ، ولیم جان برکت، کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 20 پیش کریں۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): شکر یہ جناب اسپیکر! مشترکہ قرارداد نمبر 20 یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ انگریز کے دور حکومت میں تعمیر کی گئی سب ہرنائی بوستان ریلوے لائن جو 1886ء میں مکمل ہوئی تھی اور 2006ء تک مکمل منافع کے ساتھ چلتی رہی۔

فروری 2006ء میں تخریب کاروں کے ہاتھوں ریلوے لائن کے چند ایک پلوں (bridges) کو نقصان پہنچا اس طرح ضلع ہرنائی جو ضلع سبی کی تحصیل تھی ضلع بننے تک روڈ کے ذریعے سبی سے لنک link نہیں ہو سکی اس طرح تحصیل ہرنائی کے عوام اس وقت 210 میل کی مسافت کوٹھ سے ہوتے ہوئے سبی تک طے کرتی ہے اور یہی صورتحال اب بھی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر تک جاتے ہوئے جاری ہے ضلع ہرنائی صوبے کے اعلیٰ کوالٹی کونکے کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے لیکن راستہ نہ ہونے کی وجہ سے مائنز اونرز mines owners کوٹھ کی ترسیل کرایوں کی اضافی بوجھ کی وجہ سے نہیں کر سکتی ہرنائی سبی ریلوے سیکشن بند ہوتے وقت ایک اعداد و شمار کے مطابق 150.00 ملین سے 200.00 تک سالانہ منافع دیتی چلی آئی ہے اور اس طرح ملک اور خصوصاً صوبے کے ریلوے سیکشنوں کے نقصانات کو سبی ہرنائی سیکشن سے پورا کیا جاتا تھا وفاقی حکومت اور خصوصاً محکمہ ریلوے کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ملک اور خصوصاً صوبہ کے واحد منافع بخش سیکشن کی مرمت / تعمیر کیلئے فنڈز مہیا کر کے علاقے کے عوام کی مشکلات کا ازالہ کر سکے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 20 پیش ہوئی آپ میں کوئی محرک میرے خیال میں اس سلسلے میں کسی کو دورانے تو ہیں نہیں آیا مشترکہ قرارداد نمبر 20 منظور کی جائے؟ ہاں یا نہیں؟ ہاں مشترکہ قرارداد نمبر 20 کو منظور کیا جاتا ہے یہ آپ نے صوبے کے interest میں کیا ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے اور ساری ٹریڈری پیٹرز سے کہوں گا کہ please اسکوریلوے منسٹر صاحب کے ساتھ take-up کریں اور bridges بھی انہوں نے ہی بنانے ہیں یہ پھر ہم بھی بچ جائیں گے گٹر کے پانی والے سبزی سے ہرنائی کے سبزی تو مارکیٹ میں آئیں گے جو مشہور ہیں سارے پاکستان میں ڈاکٹر حامد خان، سردار مصطفیٰ خان ترین، عبدالجید خان اچکزئی، آغا لیاقت علی، نصر اللہ زیرے، محترمہ عارفہ صدیق اور محترمہ سپوٹس می اچکزئی صاحبہ میں سے کوئی ایک محرک میں سے اپنے مشترکہ قرارداد نمبر 21 پیش کریں میڈم آپ پیش کریں میڈم کو کرنے دیں ڈاکٹر صاحب!۔ They should be involved.

محترمہ سپوٹس می اچکزئی: ہر گاہ کہ اس حقیقت کی تردید برنا انصافی ہوگی کہ کوٹھ، چمن شاہراہ جس کا شمار صوبہ کے انتہائی اہمیت کے حامل شاہراہوں میں ہوتا ہے اور یہ شاہراہ گزشتہ آٹھ، دس سالوں سے زیر تعمیر ہے۔ بد قسمتی سے گزشتہ چند سالوں سے اس شاہراہ کا تعمیر کام نامعلوم وجوہات کی بناء بند پڑا ہے اب صورتحال یہ ہے کہ کوٹھ چمن شاہراہ بالخصوص چمن کوٹھ اور قلعہ عبداللہ کا نہ صرف ایک گھنٹہ مسافت کا سفر چار پانچ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے بلکہ سفر کے قابل ہی نہیں رہا ہے تم بالائے ستم یہ ہے کہ یہ شاہراہ آئے دن حادثات قیمتی انسانی جانوں

کی ضیاع حالیہ سردی کی منفی 10 تا 15 درجہ حرارت میں شاہراہ کوڑک اور کوڑک ٹاپ پر 24 تا 48 گھنٹے ٹریفک بند رہنے کے باعث عام کوٹا قابل برداشت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ FWD اور USAID نے باقاعدہ فنڈز فراہم کر دیئے ہیں لیکن این ایچ اے کے مقامی ذمہ دار حضرات اس کام میں روڑے اٹکارہے ہیں لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش رکھتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت اس شاہراہ کی تعمیر میں رکاوٹ، منفی اقدامات کی تدارک کے طور پر اس شاہراہ کو صوبہ کے حساس مفاد میں جلد از جلد مکمل کرنے کے عمل کو یقینی بنائے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 21 پیش ہوئی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب ابھی اس پر ذرا House کو، دو رائے تو ہیں نہیں لیکن اگر آپ اس کو تھوڑا سمجھا دیں کہ کیا حالات ہوئے ہیں NHA کے ساتھ take-up کرنا پڑیگا۔ at the highest level، وزیر اعلیٰ صاحب پہلے ہی لڑائیاں کر آئے ہیں اُدھر جو میری اطلاع ہے اُنکے اُس level پر یہ ابھی اُدھر لڑائیاں کرنی پڑیگی پھر یہ جلدی تیزی کا کام دکھائیں گے کیونکہ آپ بھی کا بینہ کا حصہ ہیں آپکو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اسلام آباد جانا پڑیگا۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): جناب اسپیکر! بڑی مہربانی کہ اس قرارداد کے بولنے پر آپ نے اجازت دی جناب اسپیکر! ہم نے اپنی تمام تر کوششیں exhaust کر دیں لیکن کوئٹہ چمن شاہراہ جو بین الاقوامی شاہراہ ہے اور اس پر گزشتہ گورنر صاحب جو تھے اُولیں غنی وہ اُدھر ٹرل بنانا چاہتے تھے یا ٹرل کے through motor-way بھی بنانا چاہتے تھے تو اُس وقت انہوں نے مجھے کہا کہ 24 گھنٹے کی چمن، کوئٹہ اور کوئٹہ سے چمن 600 گاڑیاں آنے جانے کی چلتی آتی رہتی ہیں اور اُس وقت یہ نیٹو کا کاروان نہیں چلتا ہوتا تھا بلکہ افغان ٹرانزٹ بھی اُس وقت اس درجے کی نہیں تھی ابھی اس شاہراہ پر vehicles کے چلنے کی تعداد تقریباً تنگنی نہیں ہوئی ہے لیکن دو گنی ہے اسکے آٹھ، دس سال سے اسکو بنانے کی تگ و دو میں لگے ہوئے تھے اُسکے جو initial کام تھا جس میں میں تو ٹھیکیدار نہیں ہوں ٹھیکیدار حضرات جو کہتے ہیں کہ بجزی ڈالواور یہ کرو جو پیسے ویسے بوڑھ لیتے ہیں وہ بوڑھ کے وہ حسنین والی کمپنی تھی لوگ بھی اُسکو تنگ کرتے تھے لیکن یہ بات ہمارے ذہن میں قطعاً نہ acceptable ہے نہ ہم accept کریں گے یہ دورائے اسمیں ہو نہیں سکتا ہے جناب اسپیکر! حسنین، سندھ میں اور پنجاب میں بڑا وہ ہے قابل اعتماد اور بھروسے والی کمپنی ہے لیکن جب وہ اس صوبے میں وہ لے لیتی ہے ٹھیکے تو اُسکا یہ حال ہوتا ہے جو انہوں نے قلات کوئٹہ اور کوئٹہ، چمن کے شاہراہ کا کیا ہے یا ژوب میر علی خیل روڈ کا کیا میرے خیال میں یہ بھی اُنکے ہاتھ تھا کچھ، ہرنائی تو اُسوقت یہ

معاملہ تھا شاید اٹھارویں ترمیم بھی pass ہوئی تھی بس جہاں بھی پیسے کی ضرورت پڑے یا وزیر اعظم گیلانی صاحب کو یا گیلانی صاحب کے بعد جو دوسرے وزیر اعظم تھے تو پشتون بلوچ صوبہ شہرے نا پُرساں کی طرح اسکے فنڈز ادھر بٹور دو، اُسکے فنڈز اُدھر دے دو، تو اُٹھ آٹھ، دس، دس سال سے ان پر کام روکا ہوا ہے اگر ہو بھی رہا ہو تو وہ نہ ہونے کے برابر ہیں جناب اسپیکر! حسنین کا قصور تھا یا گورنمنٹ کا تھا یا پیسے نہیں دے رہے تھے suffer تو ہم کر رہے ہیں جس جس حالت پر ابھی یہ 10 ہزار 12 ہزار گاڑیاں اُس پر آتی جاتی ہیں تو وہ چلنے پھرنے کے وہ نہیں ہیں تو دوسرا اس پر تمام ڈاکوؤں کو پچھلے حکومت میں کم از کم ایک ٹرک سمجھیں، بس سمجھیں جو بھی مڑا سمجھیں، وہ آنے جانے پر کم از کم 50,60 ہزار روپے چوروں ڈاکوؤں، بھتہ خوروں کو دے کر وہ چن پہنچتے تھے اور چمن سے جب چل پڑتے تھے اتنے ہی قیمت پر کوئٹہ چلے آتے تھے دوسرا اسکا ہمارے اقتصاد پر یہ اثر ہوا کہ کوئی آپکے ساتھ نہ ٹیکسی میں جایا کرتا تھا نہ مزدہ پر کس لیے؟، کہتے تھے کہ جی وہاں ہم سے گاڑی چھین لی جائیگی ہمیں لوٹ لیا جائیگا ہمارے سے پیسے لئے جائیں گے تو ہمارے اس علاقے کے ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ اور پشین کے اقتصادیات پر بہت سخت negative اثر ہوا ہم بڑے اُس سے گزر رہے تھے جناب! ابھی تو یہ حال ہے

کہ literally جتنی بھی اچھی گاڑی بڑی گاڑی ہو آپ سفر کریں تو شاید ایک دن کی یا دو دن کی آرام آپکو چاہیے ہوگا Every-body avoids to go to Chaman or from Chaman they have to come to Quetta. ایک گھنٹے کا سفر کوٹک کا قلعہ عبداللہ تک یا قلعہ عبداللہ سے کوٹک کے راستے چمن تک ایک گھنٹے کی بجائے دو، تین، چار گھنٹے لگ جاتے ہیں تو گاڑی کے damages اور services وہ تمام ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے ہم آپکے توسط سے وزیر اعلیٰ کے توسط سے وفاقی حکومت کو یہ request کرتے ہیں کہ اس شاہراہ کو جتنی جلد ہو سکے تعمیر کروائیں۔ سندھ میں اور پنجاب میں اس قسم کی شاہراہیں زیادہ سے زیادہ اسکوا ایک، ڈیڑھ سال لگتا ہے۔ یہ بھی پاکستان کا حصہ ہے اتنی نا انصافی، اتنا نظر اندازی ہونا نہیں چاہئے اور ستم ظریفی کی بات تو یہ ہے کہ USAid کے پیسے تیار پڑے ہیں FWD کے ساتھ اُنکا کنٹریکٹ چل رہا تھا چیف سیکرٹری بھی اسمیں اچھی خاصی دلچسپی لے رہے ہیں ابھی مقابلہ ہمیں یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ F W O کو بدنام کرنے کیلئے discourage کرنے کیلئے پچھلے گورنمنٹ کے جو بھتہ خور تھے جو ڈرگ مافیا تھا جن کی چرس ہیرون، کرشٹل کے تیاری کے کارخانے گلستان میں چل رہے ہیں Open secret ہے وہ لوگ اور NHA کے ذمہ دار لوگ اور ساتھ یہ قبائلی بھتہ خور کہیں یا جو بھی کہیں انکے ملاپ سے کوشش یہ ہو رہی ہے کہ FW کا وہی

حالت کریں جو حسین کی کی ہیں تو ہم آپ کی توسط سے یہ request کریں گے وفاقی حکومت سے بلکہ Arms forces سے کہ FWO کو سیکورٹی provide کریں اور ہم NHA کیخلاف ہیں۔ NHA کی کارکردگی آپ کو پتہ ہے لورالائی میجرنگری پر اسکو کم از کم دس سال ہو رہے ہیں ڈوب میر علی خیل پر اس کا بھی یہی حال ہے۔ ہرنائی کچ اس شاہراہ پر اور بھی پتا نہیں کتنے شاہراہ ہیں کونہ فلات ایک NHA نے اس صوبے میں شاہراہوں کی کیا حالت کر دی ہے۔ اور ابھی NHA کے مقامی لوگ ہیں، وہ لگے ہوئے ہیں کہ اسی سڑک کی FWO کے through، USAID کے فنڈز سے بجائے اسکے کہ مثبت کارروائیاں کریں NHA لگی ہے اسکو ناکام کرنے کیلئے اور جو محترمہ سپوزمنٹی صاحبہ نے ذکر کیا کہ چوبیس گھنٹے ہڑتالیں گھنٹے سڑک بند رہتی ہے اس 15Temperature- میں تو جناب آپ کے توسط سے سارے ایوان کو بتاتا چلوں کہ NHA کے پاس ایک بھی ٹول نہیں ہے کہ وہ سڑک کو کھولیں یا وہاں سے یہ برف کو ہٹائیں یا مرمت کیلئے سڑک کو ٹھیک کریں۔ ایک اُنکے ساتھ گریڈر تھا وہ پہلے تین گھنٹے میں اُسکا پُرزہ ٹوٹ گیا Thanks to the FC people انہوں نے help کی 24 گھنٹے بھی لوگ اپنے بال بچوں کے ساتھ جب سفر کر رہے تھے راستہ بند ہوتا تھا، اُس سردی میں 15 میں ٹیلیفونیں آرہی ہوتی تھیں کہ بھائی ہم کیا کریں؟ ہم نے ہر دروازہ کھٹکھٹایا C&W کا جو ایک گریڈر ہے وہ پچھلے بارشوں میں یا طوفان میں توبہ اچکڑی گیا تھا اُسی طرح ناکارہ کھڑا تھا جس طرح پانچ سال پہلے۔ پھر اسکو منت کی کہ بھائی اسکو revive کرو اسکو بناؤ ابھی شاید وہ بھی function میں ہے جب یہ کنٹینرز slipped ہو جاتے ہیں گر جاتے ہیں اسکو اُٹھانے کیلئے ضلع میں یا Communication and works والوں کے پاس یا NHA والوں کے پاس کوئی کرین نہیں ہے کہ اُسکو اُٹھائیں وہ تمام لیویز والے Thanks to Deputy Commissioner and others یا FC والے یا یہی مسافر لوگ محنت کر کے پہلے اس بڑے کنٹینر کو خالی کر کے پھر اسکو اُٹھاتے ہیں تو جناب والا NHA کو آپ پابند کریں ہدایت دیں کسی بھی طریقے سے کہ کم از کم اپنے tools تو وہ Communication and works والوں سے CM صاحب سے request کی کہ کم از کم دو کرین لیکر چمن Authorities کے حوالے کر لیں تاکہ کم از کم راستہ تو جلدی تو کھول دیا کریں تو ان گزارشات کے ساتھ پوری عوام کے مشکلات یہ تو چمن کا ذکر تو ہو گیا باقی شاہراہوں کا بھی یہی حال ہے اسکو پھر کسی مشترکہ قرارداد میں لے آتے ہیں بڑی مہربانی جناب اسپیکر: شکر یہ جی۔ جی، جی سردار صاحب! آپ اکیلے واپس آ گئے ہیں مولوی صاحبان نہیں آئے ہیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر! آپ نے ہمیں بھیجا تھا ہم چار ممبرز گئے اُنکے پاس ہم نے اُن سے request کی کہ آپ حضرات نے اسمبلی کی بائیکاٹ کی ہے آپ مہربانی کر کے آجائیں اُنہوں نے جو قصہ کہانی ہمیں سنایا اُنہوں نے کہا جو PSDP شروع میں بن رہا تھا آپ لوگوں کی حکومت نے 65 آدمیوں کے suggestion یا کوئی اسکیمات ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے جو اپوزیشن کے لوگ تھے، ہمیں ڈاکٹر صاحب نے خود بولا ہے کہ آپ لوگوں کا کوئی اسکیم اس میں شامل نہیں کر سکتے ہیں اور جو ہمارے مخالفین ہیں جو ہم سے شکست کھا چکے ہیں اُنکے suggestion پر کام ہو رہا ہے لہذا یہ روایت نہ بلوچستان میں پہلے تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت ختم کی جائے وہ elected members ہیں اُنکے تجاویز پر غور کیا جائے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ میرے خیال میں اگر کوئی ایسا مسئلہ coalition government میں نہیں ہوا ہے ہم بھی کابینہ کے لوگ ہے ہمیں کوئی پتا نہیں اس حوالے سے۔ میں کہتا ہوں کہ اُنکی جو باتیں ہیں اُن میں کافی وزن ہے تو اس طرح کم از کم نہیں ہونا چاہئے پہلے کبھی نہیں ہوا ہے ابھی وہ کہتے ہیں جو ہمارے مخالف ہے جو ہم سے شکست کھا چکے ہیں وہ ہمارے اسکیمات کی تجاویز دے رہے ہیں کہ یہاں پر روڈ بنے یا اسکول، ہسپتال بنیں کم از کم میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ اچھی روایت ہے ڈاکٹر صاحب اور کولیشن اس پر غور کرے نہ تو یہ مسئلہ پھر coalition government میں لے جائیں جو ہمارے ساتھی اس حوالے سے اُنہوں نے بولا ہے کہ جب تک یہ حل نہیں کریں آج کا نہیں بلکہ تین سال ہو جائے چار سال ہو جائے ہم اسمبلی میں نہیں آئے گے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا جو رویہ اُنکے ساتھ رکھا گیا ہے میں سمجھتا ہوں میرے ذہن میں یہ نامناسب ہے۔

جناب اسپیکر: عاصم صاحب! پہلے وہ تحریک pass ہو جائے روڈ والی۔

میر محمد عاصم کر دیلو: میں بھی اسی روڈ والے مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی بولیں۔

میر محمد عاصم کر دیلو: اسپیکر صاحب مہربانی آپکی جو مشترکہ قرارداد ہمارے colleagues نے پیش کی ہیں میں اسکا بھرپور حمایت کرتا ہوں آپ دُنیا میں جہاں بھی لے لیں جو ہمارے اچکڑنی صاحب جو فرما رہے تھے قلات سے لیکر چمن تک اس روڈ کو اُکھاڑ کر پھینک دیا گیا اسکو اگر piece by piece اُکھاڑ دیتے تھے اُسکے بعد اسے بنا دیتے پھر بھی کوئی بات تھا۔ آپکو پتہ ہوگا کہ پچھلے پانچ سال میں ہم ہمارے CM صاحب نے NHA والوں سے پرائم منسٹر سے اُس وقت کے صدر سے کئی مرتبہ بات کی ہیں کہ بھائی! جو حسنین کمپنی کوٹھیکہ آپ لوگوں نے دیا ہے 200 میل کا ایریا، یہ آپ لوگوں نے غلط کیا ہے دوسرا جو diversion قلات سے لیکر

چن تک اس میں کئی انسانی جانوں کا ضیاع ہوئے ایکسیڈنٹ ہوئے اور یہ پانچ سال چلتا رہا میں آپ کو بتاتا چلوں جو ہمارے نواب محمد اسلم رئیسانی جہاں سے اُسکا حلقہ انتخاب شروع ہوتا تھا اور جہاں پر ختم ہوتا تھا پانچ سال اُس نے Ministry of communication میں اور آپ کے NHA کے پاس پانچ سو چکر لگا یا مگر جب تک وہ CM تھے اُسکا حلقہ انتخاب بھی نہیں بنا اسکے علاوہ جب ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے شکایت کی اُس وقت کے جو communication منسٹر تھے ارباب عالمگیر، میں خود اُسکے ساتھ گیا چمن دودفعہ انہیں لایا گیا میں اُسکے ساتھ تھا انہوں نے Promise کی کہ ہم اُس کو بنائے گئے اتنے عرصے میں ایک سال میں مگر تاحال ابھی تک نہیں بنا۔ اُسکی بنیادی وجہ یہ ہے جو NHA کو فنڈز دیئے گئے ہیں اُس وقت جو اچکرنی صاحب فرما رہے ہیں یا تو لاڈ کا نہ گئے یا ملتان گئے یا اُنکے پیسے ٹرانسفر ہوئے یہ عالم تھا اسپیکر صاحب کہ Prime اور President Minister کے کہنے کے باوجود کہ بلوچستان پر کوئی کٹوتی نہیں ہوگا اُسکے باوجود 17% فنڈز NHA کو بلوچستان کے اُس میں ملے اور جہاں خیبر پختونخوا بھی ہمارے بھائی ہیں وہاں اُنکو % 200 دیئے گئے۔ یہ Commitment اُنکو بھی دیئے وہ ہمارے بھائی ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ اُنکو نہیں دیئے جائے مگر جو Commitment پرائم منسٹر نے President ہم بلوچستانیوں سے کیا کہ بلوچستان پر کوئی کٹوتی نہیں ہوگا اُسکے باوجود صرف 17% فنڈز ملے communication کے اُس میں ابھی آپ بھی آپ اُسکا مطالعہ کر سکتے ہیں جو NHA ہے یہ بلوچستان کے فنڈز الگ ہونے چاہئے جو یہاں پر اُنکے پروجیکٹس ہیں اُن پر الگ انکا تقسیم ہو پھر جا کر یہ روڈ بنے گئے ابھی آپ اندازہ لگائیں پانچ سال یا دس سال ایک روڈ آپ کے جو ہمارے مکران کے روڈ ہے ڈاکٹر صاحب کو پتا ہے 3 million اُس کے رکھے M-8 کے اُن پر ایک پیسے کا بھی کام نہیں ہوا وہ سارے پتا نہیں کہاں استعمال ہوئے اور ابھی میں نے اُس دن بھی لیڈر آف دی ہاؤس سے بات کی جو ابھی بھی بلوچستان کے فنڈز ہیں تقریباً 8% ٹوٹل آئے ہیں 45 Billion ہے اُس میں سے آپ دیکھیں کہ چار Quarters ہوتے دو Quarter State away گئے ایک quarter ابھی slack season ہے اس ایرے میں جیسا کہ اچکرنی صاحب فرما رہے تھے کوٹک میں برفباری temperature منفی دس اور منفی پندرہ ہے اُدھر تو کام ہی نہیں ہو سکے گا جو ہمارے بولان میں وہاں پر یہ ہے ابھی آپ اندازہ کریں ایک % 11 اس کے فنڈز ابھی آئے اور زیادہ سے زیادہ % 1 اور آئیگا % 16 سارے Lapse ہو جائیگا میں نے اُس دن بھی لیڈر آف دی ہاؤس request کی جو ہمارے فیڈرل پروجیکٹ کے فنڈز ہیں اُسے آپ فیڈرل گورنمنٹ کو کہیں کہ جلدی بھیجیں تاکہ یہاں utilize ہو جائے۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالملک (قائد ایوان): میں اپنے معزز ممبران سے اتفاق کرتا ہوں کہ پچھلے گورنمنٹ نے جو بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں وہ اپنی جگہ لیکن اب کی بار ہم کوشش کر رہے ہیں میں چار دن پہلے بلوچستان کے تمام major schemes کو جو میں لیکر گیا ہوں اسحاق ڈار سے میری discussion ہوئی ہے اور اس وقت مجھے جو P&D نے بتایا ہے اس وقت 45 billion سے، 12 سے 13 ارب روپے ریلیز ہو چکے ہیں اب کتنا پرنٹیج بنتا ہے وہ اپنی جگہ پر اس وقت جو آگئے releases وہ 12 ارب روپے ہیں اور میں ڈاکٹر صاحب ہم اسکو closely follow کر رہے ہیں اور بلکہ ہماری اس ٹائم جو ہم نے condition یہی لگایا تھا کہ جو آپ نے رکھے تھے وہ فنڈز آپ ہمیں دے دینگے میں سمجھتا ہوں جو خدشات معزز رکن نے کی ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن اندازہ میرا یہ ہے کہ اس گورنمنٹ کی اور اس گورنمنٹ کی attitude میں فرق یہی ہے مطلب اُس میں یہی تھا کہ وہ رکھتا تھا 45 ارب۔ NHA میں ایک، اسپیکر صاحب! میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا problem یہ ہے کہ وہ allocation 19 دیتے ہیں اتنے Million to NHA اب اُسکی مرضی ہے کہ ملتان کو دیتا ہے یا لاڑکانہ کو تو اس دفعہ ہم خود monitoring کر رہے ہیں مطلب اس وقت ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جو کوئٹہ چمن روڈ کی یہ جو قرارداد ہے اس پر بھی ہم کام کر رہے ہیں N85 پر FWO mobilized ہو چکا ہے پنجگور ناگ تک اُسکے جو liabilities تھے کوئی 80 کروڑ روپے وہ اُن لوگوں نے pay کئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ اس روڈ کی بھی انشاء اللہ ہم جلدی جو ہے ناں، جہاں پر مسئلہ پھنسا ہوا ہے قرارداد ہم منظور کر لیتے ہیں اور اس قرارداد کی بنیاد پر ہم اپنے efforts کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل شکریہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 21 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 21 کو منظور کیا جاتا ہے باقی وہ جو سردار اسلم نے point اٹھایا تھا وہ انکی غیر موجودگی میں آپ نے اعتماد میں لیا تھا House کو کہ on going اسکیمیں ساٹھ سے ستر فیصد تو انہیں کی بھائیوں کی ہیں جو چھوڑ کے گئے ہیں ایوان کو واک آؤٹ کر گئے ہیں تو انہیں کو تو کہتے ہیں آپ پیسے بھی دے رہے ہیں وہ پھر میرے خیال ہے آپس بیٹھ جائیں وہ سردار اسلم کو اعتماد میں لیں کیونکہ وہ اگلوں کو کہہ سکیں کہ بھئی! اتنے on going میں آپ ہی کو دے رہے ہیں ہم کیونکہ انہیں کی اسکیمیں ہیں جی راحیلہ درانی صاحبہ۔

راحیلہ حمید خان درانی: جناب اسپیکر! جو ہمارے جو اپوزیشن اراکین کا کہنا تھا جو انکے گلے تھے وہ یہ تھا کہ سب سے پہلے تو ہم اپنے اس اپنے حلقے کی طرف سے جو منتخب ہو کے آئے ہیں تو ہمارے کچھ حقوق ہیں ہر

اسمبلی ممبر جو اسکے mandate کو تسلیم کرنا چاہیے، نمبر 1 اور نمبر 2 یہ ہے کہ یہ ہر اسمبلی ممبر کا بنیادی حق ہے کہ اگر نیا بجٹ بنتا ہے on going تو ایک طرف اگر نیا بجٹ بنتا ہے تو اسمیں جس طرح سے تمام منصفانہ طریقے سے تمام ممبر کو اس کا حق دیا جا رہا ہے تو ہمارے ساتھ کیوں ایسا نہیں کیا جا رہا ہے؟ بجائے اسکے کہ ہمیں دیا جاتا اسکی بجائے ادھر کے جو ہمارے سے شکست کھا چکے ہیں اُسکے لوگوں کے through جو ہے فنڈز تقسیم ہو رہا ہے نمبر 1 جو انہوں نے ذکر کیا ہے دوسرا ہمیں اپنے حلقوں پر کوئی بھی جو ہے اتھارٹی نہیں ہے ہماری مرضی کے بغیر جو بھی پوسٹنگ ٹرانسفرز اور جو بھی انکے وہ ہوتے ہیں وہ اپنے حلقے کے حساب سے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ administrative مسئلے ہیں۔

راجیلہ حمید خان درانی: administrative جو ہے وہ اُس پر بھی ہمارا اختیار نہیں ہے اُنکا کہنا تھا کہ ہماری اس موضوع پر سی ایم صاحب سے دو تین دفعہ بات ہو چکی ہے اور انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ میں یہ نہیں کر سکتا تو اس بات پر وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جو ہیں آج کیا بلکہ آئندہ کسی بھی اجلاس میں نہیں آئیں گے اگر یہی رویہ رہا ہے ہم نے اپنی روایات مسلسل برقرار رکھی ہیں یہ میں اُنکے الفاظ کہہ رہی ہوں کہ یہ ایک امانت ہوتی ہے کہ آپ تک پہنچا دیں تو وہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو اپنی روایات پوری رکھی ہیں لیکن ہمارے ساتھ وہ رویہ نہیں رکھا گیا اور آج تک بلوچستان کہ تاریخ میں ایسا ہوا بھی نہیں ہے یہ اُنکے الفاظ تھے تو sir میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس مسئلے کو، یہ تو اپوزیشن ہیں یہ ہمارے اسمبلی کیلئے بھی ایک اچھی وہ روایات نہیں ہوں گی کہ ایک اپوزیشن اس حد تک ناراض ہو جائے کہ آئندہ کسی بھی اجلاس میں آنے کو تیار نہیں ہوں تو میری سی ایم صاحب سے request ہے کہ اس طرح کا ماحول اگر اسمبلی میں ہو جائے تو میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں ہوگی میں یہ سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اور جتنے بھی ہمارے coalition government کے ممبرز ہیں جیسے سردار اسلم بزنو صاحب نے بھی کہا کہ being a member مجھے نہیں پتہ کہ اس نوعیت اس حد تک یہ مسئلہ جا چکی ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب مل کے جتنے بھی پارلیمانی لیڈرز ہیں وہ بیٹھ کے اس مسئلے کو حل کریں تاکہ جو ہے ہماری اسمبلی کا ماحول برقرار رہیں اور ہر اسمبلی رکن کو اُسکا اپنا حق ملے۔ شکر یہ۔

قائد ایوان: جناب اسپیکر! میں اعتماد میں لے آنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد ایوان: میں آپکے علم میں لاتا ہوں کہ جو فیصلے ہوئے ہیں coalition کے، parliamentary groups نے کیے ہیں ہم اپنے ممبران کو اعتماد میں لیں گے اُنکو تفصیلات بتا دیں گے کہ وہ

کیا اگر وہ کہتے ہیں دیکھیں ناں میں آپ سے عرض کروں کہ میں تھامس دارثناء اللہ تھا زیارتوال تھا، جعفر خان تھا، پارلیمانی لیڈروں نے مل کے بجٹ پر کچھ decisions لیے ہم اپنی پارٹیوں کو convey کر لیں گے۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ جی! بلوچستان کی تاریخ میں یہ نہیں ہوا ہے بلوچستان کی تاریخ میں، ہم نے یہاں اپوزیشن کیے ہیں ہمیں پتہ ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے میں 1990ء میں اپوزیشن میں تھامس دارصاحب جو ہیں ناں اُس وقت حکومت میں تھے میں چیختا رہا چلا تارہا تاج جمالی صاحب سے کہ نہیں کرو، نہیں کرو وہ میونسپلٹی جو میں جیت چکا تھا اسکو بہیں سے by Order اُن لوگوں نے توڑ دیا اُس history پر آپ نہیں جائیں ہم وہ رویہ نہیں رکھیں گے جو ہمارے ساتھ رکھا گیا تھا میں ہاؤس کو assure کرتا ہوں کہ آپ تمام لوگ بیٹھیں اپنی پارٹی کے پارلیمانی لیڈروں کے ساتھ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جو آپ کے پارلیمانی لیڈرز نے کہیں پر کوئی غلطی کی ہے۔ یا اسکو revise کرنے کی ضرورت ہے، اسکو ہم کر لیں گے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ 60 to 70% بجٹ لے رہے ہیں آپ مجھے پکڑیں گے، ”مجھے اسکیم دے وں“ میں کہاں سے آپ کو اسکیم دے دوں۔ ٹھیک ہے ناں 60 to 70% اسکیم جو ہے ناں اپوزیشن کے پاس ہیں۔ میں کوئی روڈ نہیں دے سکتا ہوں۔ میں کوئی چیز نہیں دے سکتا ہوں آپ بیٹھیں میرے ساتھ سردار صاحب! میں ہوں آپ ہیں جائیں واسع صاحب کو کہیں میں scheme to scheme جانے کیلئے تیار ہوں کیونکہ میں نے اور زیارتوال نے اور ڈاکٹر صاحب نے پتہ نہیں کتنے دن لگائے ہیں دیکھیں یہ بہت زیادتی ہے انکا right ہے وہ اپوزیشن میں آجائیں اپوزیشن میں اب میں وہ قصے نہیں کرونگا جو پچھلے گورنمنٹ نے ہم سے کیے ہیں اُنکو چھوڑ دو پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اُنکی ضرورت ہے ہمیں ہم بیٹھ کے coalition government کے جو فیصلہ کریگا ہم اپوزیشن کو convey کریں اب کیا خیال ہے کہ جو پچھلی، دیکھیں ناں انتظامی چیزیں ہوتی ہیں آپ تمام لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا جب ہم آتے ہیں ایک ایک ٹرانسفر پر لوگوں کی وہ ہیں کہ جی اُس میں کم از کم ہم جو نمائندے ہیں اُس میں ہماری اپنی priorities ہیں میں ایجوکیشن میں میری اپنی priority ہے ضروری نہیں ہے وہ ڈی ای او جو پچھلے گورنمنٹ کا تھا وہ میری priority پر آجائے یہ میرا rights ہے کہ جی میں اسکو change کروں ایک بہتر آدمی لاؤں یہ تمام گورنمنٹوں کا ایک فلسفہ رہا ہے کونسے گورنمنٹ نے پوسٹنگ اور ٹرانسفرز اپوزیشن کے کہنے پر کیے ہیں؟ پھر بھی میں اُنکو ہر وقت accommodate کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کسی چیز پر اسکو victimize کرنے کی کوشش ہم نہیں کر رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ پالیسی گورنمنٹ بناتا ہے اور اس وقت گورنمنٹ میں coalition government ہے ہم بیٹھ کے بالکل میں سردار صاحب سے

آپ سے ہم اپنی پارلیمانی گروپس میں بیٹھ کے وہ تمام چیزیں جو پارلیمانی لیڈروں نے طے کیے ہیں coalition کے ہم دوستوں کے سامنے رکھیں گے اگر واقعی وہ سمجھتے ہیں کہ بہت زیادتی ہوا ہے اُسکو revise کر لو We have no objections۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اس سلسلے میں Leader of the House کے بولنے کے بعد تو پھر گنجائش ہی نہیں رہتی ہے۔ جی زیارتوال صاحب

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): چیزوں کو explain کرنے کی ضرورت ہے جناب اسپیکر صاحب! جس موضوع پر بولے ہیں جناب اسپیکر آپ، میں، جس اسمبلی میں تھے اگر آپ کو یاد پڑ رہا ہوں اسمبلی کی پی ایس ڈی پی book موجود ہے دو سال جب انہوں نے چلایا اُس وقت میرے خیال میں 78 ارب throw-forward کر چکے تھے Asian Development Bank یہاں آئی اُس وقت اگر آپ کو یاد پڑ رہا ہوں، ہم اسٹیٹ بینک سے پیسے قرض پر لیتے تھے۔ انہوں نے اسٹیٹ بینک کا جو interest تھا وہ بارہ پرسنٹ تھا انہوں نے ہمیں قرضہ دیا اور ساتھ شرط لگائی سردار صاحب سن لیں ساتھ شرط یہ لگائی کہ ہم آپکو تین پرسنٹ پر دینگے آپ اسٹیٹ بینک کو ہیمنٹ کریں ہماری قرضہ لیں ساتھ شرط یہ ہے کہ آپ throw-forward جو ہے وہ zero پر لائیں گے تو پھر تین سال بجٹ میں پی ایس ڈی پی book ریکارڈ پڑی ہوئی ہے میں کل آپکے حوالے کرتا ہوں اس طریقے سے نہیں ہوا کرتا تو تین سال تک جب تک on going کے throw-forward جو پیسے تھے وہ پورے نہیں ہوئے اس وقت تک تین سال تک پی ایس ڈی پی میں ایک نیا اسکیم نہیں ڈالا سوائے Public Representatives Programme کے اب جناب اسپیکر! ہمارے گلے یہ جو House اس وقت بیٹھی ہے انکے گلے میں 83 ارب کی throw-forward ڈال چکے ہیں بیس بیس ارب بھی جب ہم سالانہ دینگے تو آپکی چالیس کی بجائے وہ نہیں ہے ترقیاتی فنڈ بیس ارب لامحالہ ہم پہلے سے اُنکو دے رہے ہیں اور اب جو لوگ آئے ہیں آپ ہمیں بتائے کہ ہم ان کو کیا کریں گے؟ اور وہ معاہدہ موجود ہے ڈاکٹر صاحب! آپکی ڈیپارٹمنٹ میں Asian Development Bank کی اُسکی violation ہوئی ہے ہمیں کورٹ جانا پڑیگا واقعتاً Asian Development Bank کے ساتھ انہوں نے معاہدہ کیا تھا اور اُس معاہدے کے شرط پر انہوں نے اُنکو پیسے دیے تھے اور انہوں نے اُسکی خلاف ورزی کی۔ اب 83 ارب throw-forward آپکے گلے fit ہیں اب ہم جو کر رہے ہیں جو تحقیقات کر رہے ہیں باقی جو کرپشن ہوا ہے اسکو اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں دوسری بات جناب اسپیکر! ہم ایسے نہیں ہیں۔ میں نے یہاں فلور پر

آ کے سامنے کہہ دیا تھا کہ انتظامی طور پر جو معاملات ہیں مثال کے طور پر سوال کیا جاتا ہے کن سے؟ ٹریڈری پیچرز سے کس کے بارے میں؟ law and order کے بارے میں کسی بے ضابطگی کے بارے میں کسی محکمے کے بارے میں اب محکمے میں آدمی ڈاکٹر صاحب بٹھائیں اور جواب طلبی مجھ سے کریں؟ it is impossible یہ ممکن ہی نہیں ہے جناب اسپیکر تو تیسری بات یہ تھی آپ نے point of order پر جناب اسپیکر! اپوزیشن لیڈر کو بولنے کی اجازت دی اور اسکے جواب میں ٹریڈری پیچرز سے اسکا جواب آنا تھا وہ واک آؤٹ کر گئے اگر اُنکو point of order کا حق تھا تو ہمیں explanation کا حق تھا۔ ہم explain کرتے صورتحال انکے سامنے رکھتے پھر آگے جاتے تو جناب اسپیکر! میں آپکی ہاؤس کی تھوڑی بہت میں explanation پر ہوں جناب اسپیکر! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اتنی خرابیاں ہیں جناب اسپیکر جہاں بھی ہاتھ ڈالیں گے وہاں سے پتہ نہیں کیا کیا چیزیں نکلتی ہیں اب ہم اسکو ٹھیک کرنے جارہے ہیں اب ہم اسکو ٹھیک کر رہے ہیں بچپس ارب روپے on-going کو دے دیں گے اور ایک معنی میں دس ارب روپے اور انکو دیں گے یہ جو مخلوق آئی ہے یہ مخلوق تو ایسے وہ کریں گے دوسری بات یہ ہے آپ وفاقی حکومت کو آپ دیکھ رہے ہیں دنیا میں کہیں کی مثال بتا دیں سوائے جو گزری ہوئی گورنمنٹ تھی جو بندر بانٹ کر رہے تھے کوئی بندر بانٹ کہیں پر ہوا کرتا آپکو کب مرکزی گورنمنٹ نے پوچھا ہے؟ پی ایس ڈی پی بنانا بجٹ بنانا ترقیاتی lay-out لانا یہ گورنمنٹ کا کام ہیں یہ اپوزیشن کا کام نہیں ہیں اپوزیشن اگر ہم غلط چیز لے آتے ہیں ہم priority میں غلط ہے ڈیم کی فلا نے جگہ ضرورت ہوتی ہے اور ہم اس کی بجائے ڈاکٹر صاحب کی خوشنودی کیلئے لے آئے ہیں ہم مجرم ہم ملزم آ کے debate کریں ثابت کریں data سے ثابت کریں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ چیزوں کو ٹھیک کرنے کیلئے میرٹ میں چلے جائے لیکن جو خرابیاں کی گئی ہیں جو ہوئی ہیں اسکو ٹھیک کرنے کیلئے جناب اسپیکر اس وقت ہمارے پاس گورنمنٹ کے طور پر ہم اپنے ترجیحات رکھتے ہیں ہم اپنی پالیسی رکھتے ہیں ہم اپنی priorities رکھتے ہیں جناب اسپیکر اور اسکو ہم لاگو کرنا چاہتے ہیں انتظامی طور پر بھی جناب اسپیکر اور ایک معنی میں ترقیاتی طور پر بھی اور وہ اپنے عوام کے مفاد کو دیکھ کر کرنا چاہتے ہیں ورنہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوئی ہے بے ضابطگیاں ہوئی ہیں سپریم کورٹ نے کہہ دیا ہے اور روز روز آپکے سامنے forensic اسکی بات کر رہے ہیں سپریم کورٹ نے بات کی ہے یہ کس پر کی ہے؟ کیا تھا یہاں پر؟ پہلے میٹنگ میں ہم گئے تھے وزیراعظم کے پاس دو فقرے کہنے کے بعد وہ وہاں سے بول اٹھا کہ تم لوگوں کے صوبے کے کرپشن کا کیا بنے گا؟ ہمیں تو دس دن بھی نہیں ہوئے تھے۔ وہ کرپشن کس نے کی تھی؟ وزیراعظم کس کرپشن کی بات کر رہا تھا؟ یہ خرابی کہاں تھی کیسے ہوئی؟ تو جناب اسپیکر اب چیزوں کو ہم لائن پر

لا رہے ہیں اسکوٹھیک کر رہے ہیں اسکوٹھیک کرنے جا رہے ہیں معذرت کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب پہلے بولے میں کہنا یہ چاہتا ہوں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ واقعتاً میں اپوزیشن بیچوں کے بغیر اس ایوان کو مکمل نہیں سمجھتا لیکن اپوزیشن ایسی مطالبات ہم سے نہیں کریں ایسے مطالبات سامنے نہ رکھیں میں ابھی سے آپ کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم نے یعنی ہماری گورنمنٹ نے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے تمام ڈیپارٹمنٹس کو یہ block allocation نہیں ہوگی تمام ڈیپارٹمنٹس کو letters لکھے ہیں ڈیپارٹمنٹس ترجیحی بنیادوں پر جہاں جہاں اسکول کی ضرورت ہے ہسپتال کی ضرورت ہے روڈ کی ضرورت ہے واٹر سپلائی کی ضرورت ہے اسکیمیں بنا کے لے آئیں ہم ڈیپارٹمنٹوں کے اندر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے اندر کوئی کمیٹی ہوگی وہ اسکو scrutinize کریگی اور میرٹ پر اسکو لے آئیگی جن جن اسکیمات کو صوبے میں جن جن علاقوں میں ضرورت سے وہاں ہمارے عوام کو زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو وہ اسکیمات ہونگی ہم ہونگے اور پی ایس ڈی پی ہوگی اسکو آگے لے جائیں گے ان میں جناب اسپیکر آپ کو بتاتا ہوں یہ پابندی نہیں ہے کہ زیارت سے اپوزیشن جیتا ہے اور زیارت کو سرے سے نظر انداز کرو اسکے اسکیم کو consider نہ کرو never ایسا نہیں ہوگا وہ consider ہوگی لیکن وہ consider گورنمنٹ کریگی ہم کریں گے وہ ایسی بات نہیں ہے اور اس بنیاد پر کریں گے ترجیحات وہاں رکھیں گے کہ کس چیز کی ضرورت ہے بالکل بنے دس ڈیویوں کی feasibility بنے کونسی ضروری ہے اسکو ہم کر لیں گے پندرہ ہم کر سکتے ہیں تیس کی بنی ہے پندرہ کو priority پر لیں گے وہ جہاں سے ہوں جس علاقے سے بھی ہوں یہ ہوتا ہے طریقہ کار۔ اسکے علاوہ جو طریقہ کار تھا یہ پہلے یہ کر چکے ہیں وہ نہیں رہیگا وہ نہیں ہوگی اب وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جس کو شکست دی ہے وہ اسکیمیں بنا رہے ہیں جس کو شکست دی ہے وہ اسکیمیں نہیں بنا رہے یہ گورنمنٹ اسکیمات بنا رہی ہے اسکی اپنی انتظامی امور ہیں اور وہ انتظامیہ جو ان کو کہتے ہیں کہ ہم سے اسکیمات مانگتے ہیں تو کیا گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے؟ کیا ہم اس علاقوں کو نظر انداز کریں گے؟ حلقے کو ضلع کو؟ کبھی نہیں کیا ہے ہم ان سے مانگیں گے اسکیمات لیکن آگے چل کے اگلا جو بجٹ آئیگا وہ آپ کے سامنے ہوگا ٹھیک پی ایس ڈی پی ہوگی اسمیں یہ سو اسکیمات نہیں اب چھ سو کتنے اسکیمات ہیں 601 ہے یا 602 اسکیمات ہیں اسمیں 500-600 انکے ہیں اور یہ 600 جو ہیں یہ نہیں ہیں 500 انکے ہیں اور پھر بھی یہ چیخ رہے ہیں تو یہ جو بیٹھے ہیں یہ کہاں جائیں گے؟ انکا کیا ہوگا؟ ہمیں بتایا جائے کس کی غلطی تھی؟ ہم تھے آپ تھے یہاں پر؟ یہ غلطی کس نے کی ہے؟ مکافات عمل ہیں اسکو بولو face کرو۔ - face the music

-thank you

جناب اسپیکر: شکر یہ جی میرے خیال میں آگے نہیں بڑھیں آج بہت کارروائی ہے ڈاکٹر حامد صاحب please, please تشریف رکھیں بہت کارروائی ہے repeat نہیں ہوں اصول یہ ہوتا ہے ڈاکٹر حامد صاحب! کہ سی ایم قائد ایوان کے بعد close ہو جاتی ہے چیز پھر آگے بڑھتے ہیں complete کرنے دیں یہ complete کرنے دیں please، نہیں بہت repeat ہو گیا ذرا آگے ابھی بڑھیں پونے تین تو ہو گئے ہیں پانچ بجے تک جانا ہے۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): جناب اسپیکر! وہ سردار صاحب اپنے پارلیمنٹری لیڈر سے شاید وہ کہیں۔

جناب اسپیکر: سردار اسلم صاحب کی جو ذمہ داری تھی وہ word to word آگے انہوں نے بتائی ہے۔ ایوان کو اعتماد میں لیا۔ کہ یہ دوست یہ کہہ رہے ہیں۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): سردار اسلم صاحب کی بڑی مہربانی کہ وہ گئے ان سے بات کی وہ بات لے کے آیا And we are proud enough.

The government is proud enough کہ انہوں نے ہم پر صرف یہ وہ کیا ”کہ ہمیں گورنمنٹ کے برابر حیثیت نہیں دی جا رہی ہے“ بھائی! انکو اپوزیشن سیکھنے دیں کہ اپوزیشن میں کیا ہوتا ہے ”کہ جی! services بھی میری مرضی سے ٹرانسفرز ہوں فلا ناں بھی ہوں“ جناب! میں صرف آپ کو clamps

دیتا ہوں جو throw-forward ہے قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ کا is not less than five hundred

millions. جو throw-forward قلعہ سیف اللہ ڈسٹرکٹ کا ہے یہ حضرت مولانا صاحب کا is not

less than five hundre billions. تو یہ حرکات انہوں نے کی ہے اور پھر جناب والا ہم اپوزیشن

میں رہے ہیں ہماری تمام فنڈز بے نظیر کی حکومت میں ہم نیشنل اسمبلی میں تھے سینٹ میں تھے مولانا شیرانی

صاحب کو مولانا واسع کو مولانا ثانی صاحب اور فلاں نے مولانا صاحب کو دیئے گئے ہمیں نہیں دیئے گئے ہم نے

واک آؤٹ پیسوں پر نہیں کی (ڈیسک بجائے گئے) جناب والا! ہم نے اگر پیسوں پر بائیکاٹ اسمبلی سے کیا ہے تو

جب آٹھ دس بندوں کو حکومت فورسز مار دیتے تھے باہر صاحب کی اسمبلی جمعیت العماء اسلام was a part

and parcell of that. اس پر شاید ہم وہ کر لیتے تھے یہاں local politics پر آتے ہیں ڈاکٹر

صاحب تو بڑے patient ہیں میرا گھر گلستان میں ہے جناب والا! سوشل ڈاء ہم دیکھ چکے ہیں۔ hundrad

شہید ہوئے گھروں پر یعنی توپ اور تفنگ کے علاوہ جو ملکوں کے آرمیں ایسا کوئی اسلحہ نہیں رہا جو یہ گلستان کارین، عنایت اللہ کارین، قلعہ عبداللہ، توبہ اچکزئی پر انہوں استعمال نہیں کیا انکی حکومت تھی یعنی ہمارے گھروں پر اگر ہر ہفتے نہیں تھے ہر مہینے وہ ہوتے تھے ڈرگ مافیا کے کسی بھی بندے کو کسی نے گرفتار نہیں کیا میرا پچاسی سالہ بھائی ہے ڈاکٹر احمد خان آپ جانتے ہیں اُس سے لیکر اسکے چھوٹے بچے تک کو multiple operations ہوئے بشمول میرے جیلوں میں ڈالتے رہے تھانوں میں ہوتے رہے ایک موقع ایسا آیا جناب والا شاید یہ بیٹھے لوگ belief نہیں کریں ہمارے گاؤں پر ایف سی کا چھاپہ پڑا تو ساٹھ ستر سال کے بابے سے لیکر سولہ سال کے تمام لوگوں کو مسجد میں لے کے اُدھری پیٹتے رہے یعنی اُس حالت میں ہم اُسکو نواب مگسی کے پاس لے کے آئے اُنکو دکھایا کہ بھئی! یہ حال ہے اُس وقت بھی جمعیت العمائے اسلام حکومت کا حصہ تھا دوسرے حکومت میں بھی تھے تیسرے حکومت میں تھے اپوزیشن کے ساتھ جو وہ حرکتیں ہوتی ہیں تو لوگ بائیکاٹ کرتے ہیں جب گرفتاری ہوتی ہے جب انکے چادر اور چادر یواری کا پامال ہوتا ہے یا قتل ہوتے ہیں یہ سب ہوتے رہے یہ سب ہمارے ساتھ ہوتے رہے یہ لوگ ایک ہفتہ بھی الگ نہیں رہے ہیں اور ابھی جب اپوزیشن نہ گرفتاری کرتی ہے نہ کسی کے گھر پر چھاپہ ہوتا ہے نہ کسی کی بے عزتی ہوتی ہے نہ کسی کے بچے مارے جاتے ہیں نہ کسی کے بچے مار کے پھینک دیئے جاتے ہیں میرے بھائی کے ساتھ یہ ہوا تھا اس قسم ایک درجن اور میرے عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ ہوا، قتل کر کے یہ اپوزیشن کے ساتھ ہم اپوزیشن میں تھے ہمارے ساتھ یہ رویہ تھا انکو فنڈز نہیں ملے ہیں اور ہمیں کنونس کر رہے ہیں جناب اسپیکر یہ مولانا واسع جو آپ سے ذکر کر رہا ہے ابھی بھی میرے قدامتہ کتبہ پڑا ہے کہ حضرت مولانا واسع رحمۃ اللہ علیہ حضرت نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فیتہ کا ٹاٹا میں 2011ء میں ابھی تک وہ سڑک پر ایک اینٹ نہیں لگی گئی ہے اور کم از کم چالیس پچاس کروڑ روپے انہوں نے وہ کی ہے اس سڑک کو پھر وہاں منتقل کئے گئے ہیں اس پر الگ revise کیا ہے پھر اسی سڑک کو اُس طرف لیکے گئے ہیں جناب والا وہ ڈرامے ہوئے ہیں کہ یہ اس اسٹیج پر ہم بتا نہیں سکتے ہیں یہ جو کہتے ہیں کہ نا انصافیاں ہو رہی ہیں بی ڈی اے میں ایک انجینئر کے ساتھ وہ جی ایم تھا بارہ ڈسٹرکٹس کا کہتے ہیں ہمارے اسکو ذاتیات کر رہے ہیں ٹرانسفر کر رہے ہیں جو انکی بات نہیں مانتا تھا وہ کوئی کوہلو میں تھا کوئی سی میں تھا یعنی ایک اچھا خاصا انجینئر اسکو ایک کچن میں دفتر دی تھی یہ بی ڈی اے کا اگر ہم کتاب کھول دیں گے کہ انہوں نے کیا کیا حرکتیں کی ہیں خدا کی قسم ہم ان سے وہ ذاتیات نہیں کریں گے نہ ہمارا ارادہ ہے نہ ہم اس قسم کے لوگ ہیں ابھی کہتے ہیں ہم سے شکست کھائے ہوئے بھائی! ڈو پلیمینٹ گورنمنٹ کا کام ہے government has to handle the suggestions of the public. تو

جہاں سے بھی آوے یہ کہتے ہیں کہ جی ہم جیت کر کے آئے ہیں اور کسی کی تجویز نہ مانو بس میری بات مانو یہ نہ کہی بھی اپوزیشن کے ساتھ ہوا ہے یہ زیارتوال حضرت اس میں رہا ہے انکے ساتھ گورنمنٹ میں مجید تھا سردار اعظم تھے ابھی آپ اُن سے پوچھیں کہ انکو کونسی حیثیت انہوں نے دی تھی؟ وہ ڈاکٹر صاحب نے ایسے clamps پر وہ کیا تو جناب والا صرف پیسوں کی برابری اور فنڈز کی برابری تو پھر آئیں ہمارے ساتھ حکومت میں شامل ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: بس وہ سمجھداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اسلام آباد میں شامل ہو گئے ہیں ادھر بھی آجائینگے۔ اسلام آباد میں تو شامل ہو گئے اور وہ سنا ہے Housing and Communication کی وزارت پر کوئی حل چل رہا ہے پھر دیکھتے ہیں۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): میرا فقرہ شاید غلط ہوا ہم شامل اس طرح نہیں کریں گے پھر سپریم کورٹ کا فیصلہ ہوگا کہ اس گورنمنٹ کو توڑ دیا جائے اگر ہمارے ساتھ آئینگے پھر گورنمنٹ کا فیصلہ ہوگا سپریم کورٹ کا کہ گورنمنٹ کو ساری دنیا میں جناب اسپیکر! آپ بھی سیاستدان ہیں ساری دنیا میں کبھی بھی اس ملک کی سپریم کورٹ نے گورنمنٹ کو اس بیدردی سے بدنامی سے نہیں نکالا تھا ابھی پھر اسکے بعد جب ہماری حکومت تھی یہ sentence سپریم کورٹ کہ Now those who were Petitioners in the Supreme Court Pashtoon Khawa, Abdul Raheem Ziaratwal, Now you have to go through forensic inquiry and فلا ناں اور تین چار لفظ استعمال کر کے. bring the culprits to task. یہ میں یہ ادھر وہ پہلی جگہ استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا کہ The irregularity is non-feasibility اور فلا ناں یہ تمام فقرے یہ نام لیکے آئے ہیں ابھی پتہ نہیں ہے کیا کیا گل کھلانا چاہتے ہیں بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب اسپیکر: شکریہ سرفراز گنٹی صاحب جلدی کریں تاکہ بڑھیں آگے کافی ایجنڈا ہے۔

میر سرفراز احمد گنٹی (وزیر داخلہ): جناب اسپیکر صاحب! شکریہ ویسے تو Leader of the House نے اور باقی دوستوں نے بڑی details میں اس پر بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں اتفاق بھی کرتا ہوں لیکن ایک چیز جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کے حوالے سے میں کہنا چاہتا ہوں یا دوستوں کی طرف سے کہ اپوزیشن ہمیشہ سے جذباتی رہی ہے اور اس طرح کے بائیکاٹس ہوتے رہے ہیں ہمیں سنجیدگی کا ثبوت دیتے ہوئے ہم دفعہ پھر Leader of the House سے گزارش کرتے ہیں کہ آئیں ایک committee

form کر دیں کہ جوان سے بات چیت کریں اور حقائق جو ہیں وہ حقائق تمام بلوچستان کے لوگوں کو، میڈیا کے through اور Floor of the House کے through وہ بتائے جائیں اور بڑی details میں بتایا جائے اور اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ ایک کمیٹی بنا کے دوبارہ بھی re-dialogue کیا جائے شکر یہ جی۔

جناب اسپیکر: ok جی ٹھیک ہے اچھی suggestion ہے جی آگے بڑھتے ہیں میرا ظہار کھوسہ، پرنس احمد علی صاحب، محمد خان لہڑی صاحب، محترمہ راحت بی بی، کوئی بھی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 22 پیش کریں پرنس علی کو پیش کرنے دیں ناں وزراء کے علاوہ ممبر کریں تو ممبر تھوڑا اچھا لگتا ہے وزیر ذمہ دار لوگ ہیں بات بھی کر سکتے ہیں۔ پیش کرنے کے بعد بھی بات کر سکتے ہیں۔

پرنس احمد علی احمد زئی: مشترکہ قرارداد نمبر 22۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ سندھ حکومت کو پابند کیا جائے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا سندھ حکومت کے ساتھ جو ایک معاہدہ طے تھا ”حب ڈیم اور چینل برائے ترسیل آب“ جس کے ذریعے سندھ اور بلوچستان برابری کے بنیاد پر ترسیل آب ہوگی یعنی کہ آب نوشی اور آبپاشی جو گذشتہ دس سالوں سے ناقابل عمل معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے تاکہ سندھ حکومت کے ذمے کئی دہائیوں سے جو واجب الادا رقم ایک سو کروڑ سے بھی اوپر تجاوز ہے حکومت بلوچستان کو واپس دی جائے کہ یہ رقم حب ڈیم کی توسیع اور مرمت پر خرچ ہو۔

جناب اسپیکر: اُس میں ویسے ڈاکٹر صاحب کو میں یہ alert کر رہا تھا کہ وہ حب ڈیم کے بارے میں تو میں پرنس اور صالح بھوتانی صاحب جو ماہر سمجھتے ہیں وہ آپکو اعتماد میں لینگے جو زیادتی ہو رہی بلوچستان کے ساتھ ظہار خان اور محمد خان کو میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جب اجلاس adjourn ہو، تو ہم canal irrigation کے سلسلے میں آپ سے میٹنگ کرنا چاہتے ہیں فوراً اجلاس کے بعد اسلئے میں نے اُنکو موقع دیا کیونکہ یہ بالکل یہ توجیہ جاتے معاملہ ہو رہا ہے حب میں۔

قائد ایوان: جناب اسپیکر صاحب! آج موقع دے دیں کیونکہ میں اس ایوان کی وجہ سے کیونکہ میرے پارٹی کی سینٹرل کمیٹی صبح دس بجے شروع ہے مجھے اسکے سامنے جوابدہ ہونا ہے میں بالکل کل سینٹرل کمیٹی کے بعد بیٹھوں گا اور جو بھی آپ کہیں گے I will be agree with you۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): جناب اسپیکر! آپ اسکو پڑھیں گے قرارداد پیش

ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: قرارداد میں نے کہہ دیا پیش ہوئی قرارداد پیش ہوگئی جی۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): جی ہاں ابھی اسمیں ایک اصلاح کی ضرورت ہے۔ یہاں پر انہوں نے سو کروڑ روپے لکھے ہیں اس وقت جس اسمبلی میں ہم تھے اُس وقت اٹھارہ ارب روپے ہمارے بقایا تھے سندھ گورنمنٹ سے۔ یہ جو ہے اس وقت میرے خیال میں پچیس تیس تک پہنچ گئے ہونگے وہ exact figures تھے ایسے بھی نہیں تھے۔

جناب اسپیکر: اسلئے میں نے دونوں speakers کو کہو نگا اسکودرست کرالینگے House کی مرضی سے۔ (وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): اس کو ذرا درست کرا کے۔

پرنس احمد علی احمد زئی: جی ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: یہ بھی بات کریں صاحب بھوتانی صاحب کا تو حلقہ بھی وہی ہے وہ پھر اُن سے بھی پوچھتے ہیں جی جی سردار اسلم صاحب بھی irrigation کے Minister رہے ہیں وہ بتاتے جائینگے، جی۔

پرنس احمد علی احمد زئی: جی اسپیکر صاحب! میں اس وقت مزید کچھ یہ کہنا چاہوں گا وہ یہ کہ جب ڈیم 1981ء میں تعمیر ہوئی تو اسکے بعد ایک Accord طے ہوا between اور Ministry of Water اور Power کے اور جس میں یہ طے ہوا کہ 63.5% جو ہے وہ کراچی کو پانی جائینگے چینل کے through اور 35.5 فیصد جو ہے وہ بلوچستان کو اسکی ترسیل ہوگی اب جناب والا! اُس وقت جو ٹیرف یا جو کرایہ یا جو معاوضہ اس وقت 1981ء میں طے ہوا تھا وہ ابھی مختلف figurers آرہی ہیں جس طرح سو کروڑ سے اوپر اسکی figures لکھی تھی لیکن مجھے کافی اس ایوان کو یہ گوش گزار کر کے ایک چونکا دینے والی مطلب جو figures ہیں جو میں نے irrigation department سے جو report آئی ہے کہ وہ جو سامنے میرے figures ہیں کہ اگر وہ میں آپکو quote کروں کہ وہ کئی ارب یعنی بنتی ہیں اور یہ کئی ارب اُس ٹیرف کے زمرے میں بنتی ہیں کہ جو 1981ء میں Accord ہوا تھا اگر آپ اسے revise کریں اور آج کل کا ٹیرف رکھا جائے تو میں سمجھوں گا کہ اسکی figures اور اوپر ہو جائینگے اور ایک اور بڑی دلچسپ بات جناب والا! یہ ایک رپورٹ ہے جو انجینئر سلیم قریشی نے مرتب کی ہے جو واپڈ میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جتنا بھی پانی کراچی کو جاتا ہے تو کراچی واٹرا اینڈ سیوریج بورڈ (KWSB) وہ اپنی consumers سے charges تولے رہی ہے اور وہ charges commercial بنیاد پر لے رہی ہیں یعنی آپ کا جو پانی ہے آپکا بلوچستان کا جو

پانی ہے وہ جارہا ہے سندھ کو اور وہاں کا ادارہ consumers بنیاد پر commercial reates پر وہ پیسے لے رہا ہے اور ہم اربوں کے losses کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ اربوں روپے جو ہیں یہ ہمارا حق ہے جناب والا اور یہ ایک نہایت اہم معاملہ ہے اور یہ کئی ارب تک پہنچ گیا ہے بلکہ بیس، تیس ارب سے بھی اوپر اسکی figures بنے گی اور آپ اگر commercial value رکھ کے دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کئی ارب ہو جائیگی اور یہ جو رپورٹ جو انکے واپڈا نے جو دی ہے اسمیں وہ کہہ رہے ہیں کہ We are very thankful to Balochistan کہ وہ 90% اپنے جو charges ہیں اپنے dues ہیں، جو بلوچستان گورنمنٹ نے دے دیئے ہیں صرف 10% رہتا ہے۔ مگر سندھ گورنمنٹ جو تقریباً 100% کے جو ہیں وہ مقروض ہے واپڈا کو نہیں دے رہی ہے تو ایک طرف وہاں بھی نہیں مل رہا ہمیں بھی ہمارے حقوق نہیں مل رہے۔ تو جناب والا! ان اربوں روپے کا جو پیسہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی ڈولپمنٹ میں خرچ ہو سکتا ہے حب ڈیم کی انفراسٹرکچر پر خرچ ہو سکتا ہے اور وہاں کا جو چینل سسٹم ہے وہ بالکل ناکارہ ہوتی جا رہی ہے اور جس طرح ہمارے معزز ایک رکن نے پھائنٹس کا ذکر کیا کہ یہ پانی کونٹہ کا جو آ رہا ہے سبزیوں کو جو cultivates کر رہا ہے اسی طرح حب ڈیم کا بھی sir یہی معاملہ ہے وہاں سے بھی جو پانی آتا ہے جو وہاں agriculture purposes سے ہوتا ہوا وہ بھی باقاعدہ tested ہے کہ اسمیں پھائنٹس کے خدشات ہیں تو اگر یہ پیسہ ہمیں ملے ہمارے صوبے کو ہمارے وسائل ملیں تو میں سمجھتا ہوں اس سے ترقیاتی کام بھی ہو سکیں گے ڈولپمنٹ کام بھی ہو سکیں گے حب ڈیم کی انفراسٹرکچر پر بھی کام ہو سکے گا شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ جی۔ جی سردار بھوتانی صاحب۔

سردار محمد صالح بھوتانی: جناب اسپیکر صاحب! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اسمیں گزارش یہ ہے کہ حب ڈیم جب تعمیر ہوا تھا تو بلوچستان کو جو پانی کا share تھا وہ 160 کیوسک پانی بلوچستان کو دینا تھا لیکن اس وقت کیونکہ صوبہ نیانیا الگ ہوا تھا صوبے کی نئی حیثیت آئی ہوئی تھی اور کام کرنے والے جو تھے وہ ہمارے کچھ اور حضرات تھے تو جو canal بنایا گیا اور حسن پیٹ پر جو ایکو ڈک بنایا گیا اسکی carrying capacity 100 کیوسک سے زیادہ نہیں تھی اور ہمیں 160 کے بجائے 100 کیوسک پانی ملتا تھا جو کہ ہمارے لیے ناکافی تھا بعد میں ہم چیتھے چلا تے رہے جب گورنر اولیس غنی صاحب تشریف لائے حب میں تو میں نے انھیں request کی اور سیکرٹری اریگیشن تھے انہوں نے میری اس بات کی تائید کی اسکے بعد اس ایکو ڈک کو دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اس وقت 130 کیوسک پانی اسکی وجہ سے آ رہا ہے ابھی 30 کیوسک پانی ہمیں نہیں مل رہا ہے۔

لیکن یہ ان کوششوں سے جب یہ پانی ہم حاصل کریں گے اپنا حصہ پانی کا تو canal میں carrying capacity نہیں ہوگی کہ 160 کیوسک پانی وہ canal میں آسکیں اور دوسری بات یہ ہے کہ 1981ء کے بعد اس canal کو ابھی کافی عرصہ ہو چکا ہے اب canal جو ہے وہ زبوں حالی کا شکار ہیں اور اس میں ہر جگہ سے seepage ہے ایک تو پانی نقصان ہو رہا ہے اور دوسرا وہ زمینیں سیم ہو رہی ہیں اور زمینیں نقصان ہو رہی ہیں۔ تو اس سے ہمیں فائدہ کم نقصان زیادہ ہو رہا ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ جبکہ ڈیم سے سندھ کو جو پانی مل رہا ہے اسکا ہمیں معاوضہ جو اس وقت مقرر ہوا تھا جو کہ اربوں میں بنتا ہے وہ نہیں مل رہا ہے اور یہ سارے جو اخراجات ہیں اسکو مرمت کے وغیرہ وہ بلوچستان حکومت خود برداشت کر رہی ہیں ایک تو سندھ حکومت سے جو ہے وہ اپنا حق لیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں سیکرٹری اریگیشن نے دورہ کیا تھا اور انہوں نے ایک بڑی comprehensive report تیار کی ہوئی ہے سی ایم صاحب کے لیے کہ اسکو کس طرح پانی کو اپنا لیا جائے اور کس طرح اس canal کو بنایا جائے تاکہ ہم پانی کو save بھی کر سکیں اور زمینداروں کی زمینیں بچا سکیں تو اس میں بھی میری گزارش ہوگی آپ کے توسط سے کہ سی ایم صاحب اس پر ذرا ٹائم دیکر اس پر سوچیں اور اسکی بہتری کے لیے کریں اسکے بعد دوسرا میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جب ڈیم کا پانی، میرا خیال میں ابھی ایک مہینہ بھی نہیں چلے گا جو کہ ختم ہونے پر ہیں کیونکہ بارشیں نہیں ہوئی اور قحط سالی کی وجہ سے پانی اب ختم ہونے کو ہیں تو اس پر جو کی ضرورت پڑیں گی تاکہ ان زمینوں کو ان زمینداروں کے ان فصلوں کو یا باغات کو بچایا جاسکیں جب تک کہ ہمارے بارشوں کا سیزن آتا ہے اور دعا ہے اللہ سے کہ وہ بارشیں ہوں تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں ورنہ یہ ایک مشکلات کا ایک سامنا آ رہا ہے اس پر بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے تو میں اس گزارش کہ ساتھ کہ ہم سب مل کر اور سی ایم صاحب کی قیادت میں سندھ سے جو ہیں ہمارے حقوق وہ بھی حاصل کریں اور جب ڈیم پر اور جب ڈیم کے canal اور اس پر بھی ہم توجہ دیں تاکہ آئندہ زمیندار اور جو علاقے کے لوگ ہیں انکا ذریعہ معاش بچ سکیں اور یہ ہمارے لیے کوئی مشکلات نہیں بنیں۔ thank you very much

جناب اسپیکر: شکر یہ جی۔ حاجی اسلام صاحب پھر سردار اسلم صاحب کتنی رقم بنتی ہیں وہ اعتماد میں لیں House کو کہ CCI میں یہ مسئلہ اٹھائیں اریگیشن پانی کے ہمارے سی ایم صاحب 10 فروری کو وہاں جائیں گے جی حاجی اسلام صاحب۔

جناب حاجی محمد اسلام: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! ایک اہم مسئلہ ہے جو ہمارے علاقے میں۔

جناب اسپیکر: نہیں یہ تو پانی کی قرارداد چل رہی ہیں ناں پھر point of order پر۔

جناب حاجی محمد اسلام: sir میں point of order پر بول رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ ابھی یہ تسلسل ہے قرارداد کا ختم ہو جائے ناں یہ ختم ہو جائے پھر آپکا مسئلہ اٹھائیں گے میں بیٹھا ہوں مغرب تک آپکے ساتھ ہوں ہاں تھوڑا سردار اسلام اعتماد میں لے لیں کہ کتنے ارب بنتے ہیں اور یہاں بھی سردار صاحب! یہ بھی سی ایم صاحب کو اعتماد میں لے لیں کہ کتنے ارب حب ڈیم کے بنتے ہیں اور یہ بھی بتادیں کہ ہمارے ایریکیشن سسٹم میں کتنا پانی انہوں نے دیا ہے؟ کتنے ارب ادھر بنتے ہیں؟ کہ وہ CCI میں مسئلہ اٹھائیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: sir جب ہمارے سکھر سے ہمارے پٹ فیڈر ایریا میں جو ہم لوگوں کا canal system پر جو پانی ہم لوگوں کا انہوں نے روک دیا تھا تو ہم نے شور مچایا بلکہ میں نے اسی اسمبلی فلور میں بولا کہ اگر انہوں نے جو ہمارے کوٹہ بنتا ہے جو ہمارا حق ہیں ARSA کے حوالے سے اگر ہمیں پانی نہیں دیا گیا تو ہم آپکا پانی کراچی کے لیے بند کر دیں گے اس حوالے سے ہم کراچی گئے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ جب یہ حب ڈیم بنا تو انہوں نے ایک اُسٹادی یہ کی کہ وہ جو regularity system ہے اسکا، وہ بجائے بلوچستان کے وہ انہوں نے سندھ میں لگایا وہاں سے پانی کنٹرول ہوتا ہے ہمارے اختیار میں وہ نہیں ہیں اگر اختیار میں ہوتا تو ہم واقعی وہ پانی بند کر دیتے تھے اُنکا پھر وہ آتے تھے۔ اس حوالے سے پھر ہم چیف منسٹر صاحب سے ملے یہ جو موجودہ ہیں۔

جناب اسپیکر: قائم علی شاہ اُس وقت بھی قائم علی شاہ تھے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: قائم علی شاہ میرا خیال میں گیلانی بھی تھا میں بھی تھا ہمارے وزیر اعلیٰ بھی تھے چیف سیکرٹری تھا چیف سیکرٹری پرانے چیف سیکرٹری کھوسہ صاحب تو یہی بات چھڑی کہ جی! ہمارے اتنے پیسے آپکے ذمہ بنتے ہیں حب ڈیم کے حوالے سے اور آپ نے ابھی تک ہمیں پیسے نہیں دیئے ہیں اور اس پر کام چاہیے کام کرنا ہے principally وہ agree ہو گئے قائم علی شاہ صاحب agree ہو گئے کہ بھائی ٹھیک ہے اگر آپ لوگوں کے پیسے بنتے ہیں اگر ہم یکمشت آ پکونہیں دے سکتے ہم آپکو مختلف قسطوں میں دیں گے انہوں نے چیف سیکرٹری سندھ اور چیف سیکرٹری بلوچستان کو یہ task دے دی کہ آپ لوگ اس پر بیٹھ کر کام کریں work کریں کہ کتنا پیسہ بنتا ہے ہم یہ پیسہ بلوچستان گورنمنٹ کو دے سکتے ہیں principally یہ طریقے سے agree ہو گئے تھے لیکن بعد میں وہ اس پر انہوں نے توجہ نہیں دی ابھی تو صحیح figures میں نہیں بتا سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: لیکن کئی ارب بنتے ہیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: وہ تو ہمارے سیکرٹری اریکشن کو اگر بول دیں گے وہ تو اسکو نکال کر دے دیگا۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب! اگر وزیر اعلیٰ کی توجہ ہو۔
جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ ذرا نوٹ کریں اس چیز کو کہ کیسے ہوگا۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: ڈاکٹر صاحب! جس حوالے سے میں بات کر رہا تھا principally وہ جو موجودہ وزیر اعلیٰ ہے سندھ کا وہ قائم علی شاہ ہے agree ہو گیا تھا ”کہ جی! اگر آپ لوگوں کے پیسے بنتے ہیں وہ ہم دیں گے اگر ہم اکٹھے نہیں دے سکتے ہم انکو قسطوں میں دیں گے“ انہوں نے چیف سیکرٹری بلوچستان اور چیف سیکرٹری سندھ دونوں کو کہا دونوں اُس میٹنگ میں موجود تھے میں موجود تھا یہ چیف سیکرٹری نہیں تھا پرانا ہمارا کھوسہ صاحب تھے انکو بولا ”آپ اس پر کام کریں اور جو پیسے بلوچستان کے بنتے ہیں ہمارے اوپر، ہم اسکو پیسے دیں گے“ لیکن بعد میں وہ شاید کام نہیں ہوا وہ رک گیا ابھی یہ نوبت آیا ہے کہ ہمیں اُن سے یہ پیسے تھوڑا بہت اگر ہم شور کریں کچھ نہ کچھ اگر پورا ہمیں نہیں دے دیں تو کچھ نہ کچھ تو ملیں گے۔

جناب اسپیکر: شکر یہ جی۔ جی ڈاکٹر صاحب! دونوں طرف مسئلہ ہیں حب کی طرف سے بھی مسئلہ ہے آپ کا irrigation system میں بھی پانی پورا نہیں ملتا ہے سندھ سے اُدھر بھی اربوں روپوں کے dues بن گئے ہیں پانی نہ دینے کے یہ پھر CCI میں take-up کریں 10 فروری کو تیاری کر کے جائیں briefings لے لیں اسمیں جو رقم ہے جو 100 کروڑ نہیں کئی ارب جی۔ جی محمد خان صاحب یہ کئی ارب کا لفظ کرنے کی اجازت دی جائے؟ جی۔

حاجی محمد خان لہڑی: جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے تقریباً اکثر ایسے علاقے ہیں جو بارشوں کی پانی کی وجہ سے سیراب ہوتی ہیں بالاناڑی کا پانی اور لہڑی ندی کا پانی اور کوہ سلیمان کا پانی ہوتا ہوا اور ڈیرہ گٹی کے راستے سے ہوتا ہوا ہمارے نصیر آباد جو دو canals ہیں اور کیرتھر کینال اور پٹ فیڈر کینال اور اکثر یہ پانی آ کر یہاں پر یہ اس پٹ فیڈر کے علاقے جو ہے ناں کینالوں کو hit کرتا ہے اور بہت سے جگہوں سے شگاف پڑ گئے ہیں شاید یہ پہلے جعفر آباد کے علاقے میں اور یہاں سے جو پانی ہوتا ہوا اچھا! نصیر آباد کے علاقے نہری نظام ہیں انکو نقصان پہنچاتا ہے جناب اسپیکر صاحب! 2011-2012ء میں اکثر مقامات پر کچھ ڈیموں کے کام ہو رہے ہیں ابھی تک انکو complete نہیں کیا گیا ہیں اور انکے complete نہ ہونے کی وجہ سے یہ پانی ہمارے نہری نظام کو نقصان پہنچا رہا ہے میرا تمنا ہے اس ایوان کو اور مہربانی کریں ان ڈیموں کو complete کیا جائے اور یہ پانی کو قابل استعمال آبپاشی کے لیے اور قابل استعمال اور سیراب زمین کو آباد کرنے کے لیے قابل استعمال

کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر۔ شکر یہ جی اچھا! ادھر آپ یہ بہ اجازت House دے کہ جہاں رقم 100 کروڑ لکھا ہے، یہاں کئی ارب لکھ لیں اسکو آپ OK کریں تو کئی ارب کو تسلیم کیا جائے تو اسی طرح اسکو پڑھا جائے باقی وہ مینٹنگ ہوگی canal system کے سلسلے میں 27 کے بعد۔ سی ایم صاحب کے ساتھ canals کے ساتھ جو مسئلے پیدا ہو رہے ہیں irrigation canal systems کے ساتھ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 22 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 22 منظور کی جاتی ہے ابھی آتے ہیں قانون سازی پر یہ ذرا غور سے کریں جی جی! ابھی point of order بعد میں آئیں گے حاجی اسلام موقع دیں گے آپکو۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: جناب اسپیکر صاحب! قانون سازی سے پہلے آپ سب کو موقع دیں کیونکہ میں بھی اس team کا حصہ ہوں میرا اس تحریک پر بحث ابھی تک باقی ہے جس پر میرے بغیر کسی نے بات نہیں کی ہے اس پر بات نہیں ہوئی جس میں یہ ہے کہ ہمارے قابل آفیسرز صاحبان کو باہر deputations پر بھیجا جا رہا ہے اور انکا ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ساروں نے بات کی سردار اسلم نے بات کی ہے سرفراز گپٹی نے راحیلہ نے۔ محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: نہیں sir وہ ایک اور issue ہے کہ پی ٹی سی ایل کے اعلیٰ احکام کی جانب سے بلوچستان کے 12 آفیسرز اور دیگر ملازمین کے ساتھ حالیہ ناروا سلوک اور انھیں بلوچستان سے باہر ٹرانسفر کیے جانے پر ایوان کی توجہ جو ہے میں مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: point of order پھر بی بی بعد میں لے آئیں یہ ہم قانون، آئین سازی کریں یہ مادری زبانوں Bill ہے وہ کر لیں پھر اسکے بعد point of order بھی ہیں جی یہ بھی مادری زبان آپ ہی کے پارٹی کا ایجنڈا ہے issue ہے وزیر تعلیم پیش کریں جی زیارتوال صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: شکر یہ جناب اسپیکر میں بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مداخلت)۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جناب اسپیکر آئیں لازمی مضمون کے طور پر رائج ”

لازمی“ کا لفظ اضافہ کر دیں۔

جناب اسپیکر: اسمیں اضافی کی جگہ compulsory میں ایوان کی اجازت سے یہ add کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: yes, yes.

جناب اسپیکر: ٹھیک ہو گیا یہ آپ بھی اسی طرح پھر پیش کریں گے جو اگلی دفعہ آپ پیش کریں گے آیا بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں لازمی اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ اب ہاں یا نہیں تحریک منظور ہوئی بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں compulsory لازمی اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے چلیں جی وزیر تعلیم اگلی تحریک پیش کریں پیش کرنے دیں ناں اُن کو اب اسمیں سندھی بھی آتی ہے کیتھرائی بھی آتی ہے مادری زبان آپکی اگر مادری زبان سندھی ہے تو وہ سندھی ہوگی اور سندھی میں اِتا home work سندھ میں ہوا ہے کہ وہ بڑی آسانی سے کر لیں گے۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: میں وزیر تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں لازمی اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں compulsory لازمی اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور منظور کیا جائے؟ ہاں یا نہیں؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان کی مادری زبانوں کا پرائمری سطح کی تعلیم میں compulsory لازمی اضافی مضمون کے طور پر رائج کرنے کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جاتا ہے ابھی یہ ایوان کی کارروائی اگلی جو کارروائی ہے وہ ایوان کی ہے۔ It has to do with the Assembly. زیارتوال صاحب یہ ذرا پیش کریں جس قانون کے تحت یہ پیش ہوتی ہے وہ میں پڑھ لوں کیونکہ ممبرز کو بتا دوں وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجحان یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 165 کے تحت مجلس مالیات بلوچستان صوبائی اسمبلی کے تشکیل کے متعلق اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: شکر یہ جناب اسپیکر میں وزیر قانون و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 165 کے تحت مجلس مالیات بلوچستان صوبائی اسمبلی کی تشکیل عمل میں لائی جائے۔

نمبر 1- میر جان محمد خان جمالی، اسپیکر، چیئرمین کی حیثیت سے۔

نمبر 2- میر خالد لانگو، مشیر وزیر اعلیٰ برائے خزانہ، ممبر کی حیثیت سے۔

نمبر 3- عبدالرحیم زیارتوال، وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور ممبر کی حیثیت سے۔

نمبر 4- شیخ جعفر خان مندوخیل، وزیر برائے ریونیو و ایکسٹرنل ٹیکسیشن و ٹرانسپورٹ، ممبر کی حیثیت سے۔

نمبر 5- عبدالملک کاکڑ، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔

نمبر 6- سید محمد رضا، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔

نمبر 7- نوابزادہ طارق لگسی، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 165 کے تحت مجلس مالیات بلوچستان صوبائی اسمبلی کی تشکیل عمل میں لائی جاتی ہے ابھی میں اگلا پڑھ لیتا ہوں آپ کے لیے پھر اسکو repeat کر دیں وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 168 کے تحت مجلس برائے ایوان ولائبریری بلوچستان صوبائی اسمبلی کے تشکیل کے متعلق اپنی تحریک پیش کریں تحریک پیش کرنے سے پہلے زیارتوال صاحب! ادھر نصر اللہ صاحب کو ساتویں نمبر پر لائیں گے یا ولیم برکت یا جو بھی کہہ دیں ان ممبرز کو بھی involve کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جناب اسپیکر! نصر اللہ صاحب ڈالا ہے۔

جناب اسپیکر: قاعدے میں چھ ہیں قاعدہ میں چھ بنتے ہیں وہ جو ہمارے پاس ابھی ہے

-non-amended.

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جناب اسپیکر! نصر اللہ صاحب کو وہ کرتے ہیں وہ

باقاعدہ وہ لائیں گے وہ باقی کمیٹیوں کے ساتھ اسکو بھی۔

جناب اسپیکر: جی جو بھی ہوں جیسے آپ پیش کر دیں ناں with the approval of the

House میں ہر وقت House کی approval لے کے پھر وہ نام ہوگا ناں پھر وہ ہمیں تھوڑا قاعدے کی

طرف جانا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جی جناب اسپیکر میں وزیر قانون و پارلیمانی امور۔
جناب اسپیکر۔ ابھی دو منٹ میں آپ تحریک پیش کریں کہ اس کمیٹی میں چھ کی بجائے سات تصور کیا جائے بس یہ کہہ دیں جو میں نے کہا ہے وہ repeat کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جی پہلے اس کو پیش کروں۔
جناب اسپیکر: جی ابھی زبانی طور پر کہیں کہ میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ چھ اراکین کی بجائے سات اراکین اس کمیٹی کے ممبر ہوں پہلے House سے اجازت لے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جناب اسپیکر! میں وزیر قانون کے طور پر یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کے اراکین جن کی تعداد چھ ہیں چھ کی بجائے آئندہ کیلئے یہ سات ہوں گی۔
جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آپ ہاں اور ناں میں جواب دیں تحریک کو منظور کیا جائے؟ ہاں تحریک منظور ہوئی یہ ریکارڈ پر ہوں ناں ہر چیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات: جناب اسپیکر! میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی حیثیت سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 168 کے تحت ذیل اراکین پر مشتمل مجلس برائے ایوان ولائبریری بلوچستان صوبائی اسمبلی کی تشکیل عمل میں لائی جائے اراکین کمیٹی:

- نمبر 1- میر عبدالقدوس بزنجو، ڈپٹی اسپیکر بہ لحاظ عہدہ چیئر مین۔
- نمبر 2- میر سرفراز احمد گئی، وزیر داخلہ و قبائلی امور، ممبر کی حیثیت سے۔
- نمبر 3- مفتی گلاب خان کاکڑ، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔
- نمبر 4- عبدالجید خان اچکزئی، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔
- نمبر 5- ڈاکٹر قیہ ہاشمی صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔
- نمبر 6- محترمہ یاسمین بی بی ہڑی صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔
- نمبر 7- نصر اللہ زیرے، رکن صوبائی اسمبلی، ممبر کی حیثیت سے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 168 کے تحت ذیل اراکین پر مشتمل مجلس برائے ایوان و

لابریری بلوچستان صوبائی اسمبلی کی تشکیل عمل میں لائی تشکیل عمل میں لائی جاتی ہے مورخہ 21 جنوری کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التواء نمبر 5 بابت ضلع لسبیلہ کے بجلی کے تمام امور کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ سے لے کر واپڈ اسپرڈ کرنا ہے اُس پر بحث کی جائے inititate کریں پرنس احمد علی صاحب۔

جناب نصر اللہ زیرے: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ زیرے: جناب اسپیکر! یقیناً آج بلوچستان صوبائی اسمبلی نے اپنی تاریخ کے ایک سب سے اہم ایکٹ کی منظوری دی ہے جس پر یقیناً ہمارے تمام اسلاف اسی بات کیلئے جدوجہد کر رہے تھے کہ یہاں کے اقوام کو انکے بچوں کو انکے مادری زبانوں میں تعلیم دی جائے تو یقیناً آج یہ House اور اسکے اراکین اس بات کی مستحق ہیں کہ انکو داد دی جائے کہ انہوں نے وہ کام کیا جس کام کیلئے خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی، نوابزادہ میر یوسف علی گسی، میر بزنجو صاحب اور دیگر ہمارے اکابرین نے طویل جدوجہد کی اور آج ہماری جس coalition government کو یہ اعزاز جاتا ہے انہوں نے یہاں پر بسنے والی تمام اقوام، انکے مادری زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دے کر یقیناً ایک بہت احسن اقدام اٹھایا ہے جناب اسپیکر! اب وہ حالات نہیں رہے گی، مجھے بتا رہا تھا ایک آدمی کہ ژوب میں ہمارے ایک ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والا ایک ٹیچر بچوں کو پڑھا رہا تھا وہ کہہ رہے تھے کہ م سے مور تو وہاں جو بچے بیٹھے ہوئے تھے ان سے پوچھا گیا کہ آپ میں سے مور کو کسی نے دیکھا ہے؟ کہاں ہے؟ تو ایک بچے نے ہاتھ اٹھایا کہ جی ہاں میرے گھر میں میری مور ہے مور پشتو میں والدہ کو کہتے ہیں تو وہ پھر، تو اب یہ انشاء اللہ اس طرح کے حالات نہیں رہیں گی اب ہمارے بچے اپنے ہی زبان میں تعلیم حاصل کریں گے اور یہ ایک بہت ہی بڑی achievement ہے اس حکومت کیلئے اس اسمبلی کے معزز اراکین کیلئے کہ اب تمام طالب علم اپنی مادری زبانوں میں تعلیم حاصل کریں گے اور انشاء اللہ اگلے دن ہم جو Constitution کا 25(A) جو Article ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بچوں کو مفت تعلیم دی جائے۔ اُس Bill کو بھی انشاء اللہ آئندہ دو تین دنوں میں منظوری دیں گے۔ تو یقیناً جو اسمبلی کا کام ہے جو قانون سازی ہے اسمبلی اُس پر زیادہ توجہ دے رہی ہے میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ صاحب کو پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کو نیشنل پارٹی کے اراکین کو مسلم لیگ (نواز) کے اراکین کو تمام اراکین اسمبلی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس اہم Bill کی منظوری دی ہے۔ والسلام۔

جناب اسپیکر: حاجی محمد اسلام صاحب آپ اپنی پارٹی کی جانب سے اس مادری زبان کی طرف سے بھی

مسئلہ take-up کریں اور شکر یہ ادا کریں ایوان کا M.P.A's کو موقع دیتے ہیں کہ وہ appreciate کریں۔

حاجی محمد اسلام: جناب اس سے پہلے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارا ایک اہم مسئلہ ہے میں اُس پر بات کرنا چاہتا ہوں ڈاکٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ بہر حال جو مادری زبان۔

جناب اسپیکر: جی ہاں مادری زبان پر پہلے کریں ناں وہ تو آپکا پورا پارٹی ایجنڈا ہے۔ پھر مسئلہ بھی ڈاکٹر صاحب کو بتاتے جائیں۔

حاجی محمد اسلام: جناب! مادری زبانوں کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ یہ آج سے نہیں بلکہ شروع ہی سے ہمارا یہ مطالبہ رہا ہے کہ کم از کم بلوچستان میں مادری زبان میں تعلیم یہ ہمارا سب کا بنیادی حق ہے اور یہ مادری زبان پر جو آج یہ قانون سازی ہوئی ہے اور یہ منظور بھی ہوا ہے یہ مبارکباد میں سب کو دیتا ہوں ہمارے علاقے میں کچھ مسئلے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں لے آئیں۔

حاجی محمد اسلام: ڈاکٹر صاحب! اس سے پہلے ہم نے بہت دفعہ بات کی ہے کہ جو ہمارے بارڈرز پر اس سے پہلے ایرانیوں نے آ کے مائیکل پراچھا خاصا وہاں گولے مارے لوگ مر گئے ہیں پھر اسمبلی میں بات بھی ہوئی اُسکے بعد پنجگور پر ہمارے ایرانیوں نے آ کے جو ہے ناں وہاں پر راکٹ مارے اُسکے بعد ہمارے تپ میں آ کے انہوں نے میزائل مارے اور یہ ہم چلاتے رہے چیختے رہے اسمبلی میں تو آج نوبت یہاں پر آیا ہے کہ وہ بلیڈہ پر رات کو جناب اسپیکر ایرانیوں نے آ کے ہمارے بلیڈہ پر جو سرکیزئی ہمارا علاقہ ہے وہاں پر آ کے انہوں نے راکٹ مارے اور لوگوں کے گھروں کو جلا دیئے اگر نوبت اس حد تک پہنچ جائیں تو میرے خیال میں اب تو ہمارے بارڈرز ایریا کے جتنے لوگ ہیں وہ وہاں سے نقل مکانی کر رہے ہیں انکے خلاف ایک نفرت ابھی پیدا ہوا ہے پنجگور پر جو بارڈر ہے ہمارا ایرانی ایک دفعہ وہاں داخل ہو کے جتنے ہمارے گاؤں ہیں اُنکے پانچ سو کے قریب وہ مال مویشی اٹھا کے چلے گئے ہیں جب ہم نے اُنکے جو قونسلٹیٹ ہیں اُن سے بات کی تو وہ یہ کہتے ہیں کہ بھئی یہ تو اسمگلنگ ہو کے اندر آئے ہیں جو کہ ہم نے پکڑ لیئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے علاقے کے اندر آئے ہیں جناب اسپیکر! یہ ایک اہم سوال ہے جو کہ خاص کر ہمارے بارڈر پر ہے۔ جبکہ آپکے سامنے اُنکے جو قونسلٹیٹ آئے تھے آپکے سامنے میں نے بات کی کہ بابا! اگر حالت یہ رہا تو پھر کنٹرول کرنا ہمارے لیئے بہت مشکل ہوگی براہ مہربانی ہمارے ایوان میں جو ہمارے دوست بیٹھے ہیں وہ اسے سنجیدگی سے لے لیں اور اُن سے کھل کے

بات کر لیں کہ آئندہ اگر ایسا ہوا تو اسکی مکمل ذمہ داری ایرانی حکومت پر جائیگی وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس پر کم از کم ایک احتجاج ہو اسلام آباد پر یہاں انکو بھی لکھیں میں نے چیف سیکرٹری صاحب کو بھی کئی بار کہا ہے میرے خیال میں انہوں نے strict action لیا ہے لیکن ایران کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا ہے تو براہ مہربانی انکو لکھیں انکو کہیں کہ بابا! یہ حالات اگر رہے تو ہمارے بارڈر کے لوگ ابھی اس حد تک پہنچے ہیں کہ انکے لیے جو ہیں ناں شاید اگر وہ بندوق بھی اٹھانا پڑے تو وہ اٹھانے کیلئے بھی تیار ہیں۔ شکریہ جی۔

جناب اسپیکر: جی اگر ہوم منسٹر ہوتے تو اسکا وہ جواب دے دیتے۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): جناب اسپیکر! یہ ہمیں احساس ہو سکتا ہے کہ طالبان کے زمانے میں ہمارے یہ تین گاؤں قلعہ عبداللہ، عنایت اللہ کاریز، گلستان پر حملہ ہوا جو حمید گل کرنل امام اور نصیر اللہ بابر کے 120 طالبان دشمن گورنمنٹ پکڑے گئے اور کوئٹہ کے جیل میں ڈالے گئے اُسکو 20 دن کے بعد پتہ نہیں کن تو توں نے رہا کیا اُس وقت کے چیف سیکرٹری نے resign کیا کہ ابھی یہ کہاں کی شرافت ہے دوسرے ملک کے لوگ آ کے ادھر حملہ آور ہوتے ہیں جب ہم گرفتار کرتے ہیں تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو یہ ایرانیوں کا ہمارے خطے پر حملہ چاہے وہ بلیدہ پر ہو جدھر بھی ہوں اسکا بھی تقریباً یہی نتائج نکلیں گے کہ جی غیر ملک کے لوگ ہیں اور بجائے اسکے کہ گورنمنٹ وفاق ادارے اور ایف سی نوٹس لیں اسلام بیچارہ request کر رہا ہے صوبائی اسمبلی میں تو آ کے توسط سے اس House کو اعتماد میں لیتے ہوئے اسکا serious notice لینا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی اسکا نوٹس لیا جائے گا جی خالد لاگو صاحب۔

میر خالد ہایون لاگو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ خزانہ): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شکریہ جناب اسپیکر صاحب مادری زبانوں سے میں یہ کہوں گا کہ آج کا یہ دن ایک تاریخ ساز اور پُر مُسرت دن ہے اور coalition partners کا ہمارے جویشنل پارٹی (ن) لیگ یا پشتونخوا کے دوستوں کا میرے خیال میں یہ سب سے بڑی commitment تھی ہمارے عوام کے ساتھ کہ ہم اپنی مادری زبان کو introduce کریں گے اور رائج کریں گے۔ اور میرے خیال میں مہذب معاشروں میں، جناب اسپیکر! میرے خیال میں اگر کسی کو انگریزی نہیں آنا عیب کی بات نہیں ہے یا کوئی اور زبان نہیں آنا عیب کی بات نہیں ہے لیکن اگر آپ اپنی زبان میں بات نہیں کر سکتے ہوں ہم پر تو ابھی ذرا احتیاط سے بھی بات کرنا پڑتا ہے قومی زبان ہے ہماری اُردو لیکن ہم پر تو مسلط اُردو کو کیا گیا اور ہم اپنی بلوچی، میں اپنی کہتا ہوں کہ ہم تو بھول گئے ہیں جو ہمارے الفاظ تھے جو ہمارے routine کے

روزمرہ زندگی کے جو معاملات میں بھی اُسے بھی ہم بلوچی کو بھول گئے تھے وہ اُردو مسلط ہوا تھا ہم پر جناب یہ بہت بڑی کامیابی achievement ہے میں اس معزز اراکین کو آپ کو coalition partners کو وزیر اعلیٰ کو سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اُنہوں نے کم از کم یہ چیز introduce کرائی ہے مادری زبانوں میں تعلیم کو اس سے ہم اپنی آنے والی نسلوں کو تو ظاہر ہے اس سے پھر بندہ اپنی ثقافت کو بھی بھول جاتا ہے جب آپ اپنی زبان سے دُور رہتے ہیں تو یہ بہت بڑی achievement ہے اور میرے خیال میں یہ ایک تاریخ ساز اور پُر مسرت دن ہے جس پر میں تمام ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں (ڈیسک بجائے گئے)۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ذرا House کو تاریخ کی باتیں بھی بتا دوں کچھ اتنے بوڑھے بھی نہیں ہوئے پھر بھی آپ کو بتاتا چلوں وہ دُور آیا مارشل لاء کے دنوں میں کہ جب نواب اکبر خان کو اللہ بخشے اُنہوں نے اُردو کو بولنے سے انکار کر دیا آپ لوگوں کو یاد ہوگا چھوٹے ہوئے جوان ہوئے تو وہ کہتے تھے کہ بھئی میرے ساتھ انگلش میں بات کرو یا پنجابی میں بات کرو ابھی حالات تبدیل ہو گئے ہیں جمہوریت کی وجہ سے حالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ انگلش communicate میں آپ لوگوں کے ساتھ کر رہا ہوں صحافیوں کو کہہ رہے تھے اور پنجابی حکمرانوں کی زبان ہے۔ وہ دن بھی ہمیں یاد ہیں۔ تو بڑی تبدیلی آئی ہے جمہوری عمل سے نکلتے نکلتے ہم اس طرف آئے ہیں کہ اپنی چیزوں کا ہم خود فیصلہ کر لیتے ہیں اور بڑے کھل کر فیصلہ کر رہے ہیں جی بینڈری صاحب minority کو بھی موقع دیں۔

جناب بینڈری مسیح بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر آج بلوچستان کی تاریخ میں یہ رقم ہوا ہے کہ یہاں پر قوموں کی تاریخ قوموں کی ثقافت اُنکی زبان اُنکے بُو و باش کیلئے جو سب سے اہم عنصر ہے وہ اُنکی زبان ہوتی ہے کہ وہ اپنی زبان میں communications کریں اپنی علاقائی زبانوں کو promote کریں آج یہاں پر یہ قرارداد pass ہونے کے بعد جو ہمارے ایک دیرینہ مطالبہ تھا قوم پرست جماعتوں کا وہ پورا ہوا اور آج اس اسمبلی کے forum سے، ہم نے جو اپنے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اسمبلی میں پہنچتے ہی اپنی مادری زبانوں کو اپنی syllabus میں رائج کریں گے آج ہم اُس سے سُر خڑ ہوئے ہیں ثقافت کے حوالے سے جب بات کی جاتی ہے culture کے حوالے سے جو بات کی جاتی ہے اُسے ہم جو role جو communication کے حوالے سے ہے آپ اپنے گھریلو سطح پر دیکھیں اُسکے حوالے سے ہے وہ مادری زبان کا ہوتا ہے آج اس اسمبلی کے پلیٹ فارم سے جو یہ اقدام اُٹھایا گیا ہے اُسکے لیے یہاں پر تمام coalition parties کو یہ credit جاتا ہے کہ اُنہوں نے اس اہم کام میں پیش رفت کی اور خاص طور پر C.M. صاحب نے اُسکے اوپر جو ہمارے

پارٹی کے منشور میں تھا ہمارے الیکشن کے منشور میں یہ بات شامل تھی آج ہم نے وہ اپنے منشور کی طرف بڑھتے ہوئے آج ہم نے اُسکو حاصل کیا شکر یہ جی۔ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! یہ میری بہت ہی اہم خواہش تھی کہ جب پچھلے اوار میں آپ کو بھی یاد ہوگا آپ بھی یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور میں جو اپوزیشن پنچر پر بیٹھی ہوئی تھی یہاں پر ابھی میرے ساتھ صرف زیارتوال صاحب ہیں انہیں بھی یاد ہوگا کہ مادری زبانوں میں ہم یہ قرارداد لے کر آئے تھے آج جو ساتھی واک آؤٹ کر کے گئے ہیں اُس وقت بھی مجھے یہ موقع نہیں ملا جو میں کہتی جناب اسپیکر صاحب! اتنی اہم اہم قراردادیں اتنے بڑے طریقے سے مسترد ہوتی تھیں مسترد تو گج ہمارا مذاق اڑایا جاتا اور ہم پر ہنسا جاتا تو آج آپ یہ دیکھیں کہ تاریخ گواہ ہے یہ واپس تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے آج ایسے لوگ آئے ہیں جو ڈیموکریٹک لوگ ہیں آج ایسے لوگ آئے ہیں جو سمجھتے ہیں مادری زبانوں کی اہمیت اور کلچر کو آج ہمارے سامنے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ماں کی گود ہی بچے کی پہلی درسگاہ ہے جب وہ ماں کی زبان بولنے لگتا ہے تو ظاہر ہے کہ جب وہ دو تین سال کا ہوتا ہے سکول جاتا ہے تو اُسے ایک دم سے اُردو اور انگریزی بہت اُن پر burden پڑ جاتی ہیں اُسے سمجھ ہی نہیں آتا ہے اور وہ پریشان ہو کر کے واپس گھر کی طرف دوڑ لگاتی یا لگتا ہے کہ انہیں تکالیف کو مد نظر رکھتے ہوئے جب ہم وہ قرارداد لے کر آئے اور وہ منظور نہیں ہوا تو ہمیں یہ یقین ہو چلا کہ واقعی ڈیموکریسی نام کی کوئی چیز اُس اسمبلی میں موجود نہیں تھی جناب یہ coalition government مبارکباد کی مستحق ہیں تمام پارٹیاں اور میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے جو یہ کام کیا ہے کہ اسکے ہم تمام ہمارے لوگ مستحق تھے کیونکہ رابطہ کی زبان ہی اُسکی اپنی مادری زبان ہے ہماری زبانوں کے ساتھ ساتھ ہمارے کلچر کو بھی فروغ ملا ہے تو اسمیں میں سمجھتی ہوں کہ جتنے بھی دانشور تھے رائٹرز تھے ادیب تھے شاعر تھے اُنکو بھی میں سمجھتی ہوں کہ اُنکے بھی وہ بھی آج بہت خوش ہونگے اُنکی کوششیں کاوشیں کہ وہ لکھتے رہے ہیں کہ مادری زبانوں میں بچوں کو تعلیم دی جائے آج میں سمجھتی ہوں کہ وہ کاوشوں پورے ہو گئے ہیں اور اسمیں میں بابائے بزنجو کو نہیں بھولوں گی باچا خان کو نہیں بھولوں گی صمد خان، فیض محمد یوسفزئی، نواب محمد اکبر خان بگٹی شہیدان تمام بڑے لوگوں کی کوششیں جو اُس زمانے سے کرتے چلے آئے ہیں پھر ڈیکٹیٹروں کا زمانہ آیا اُس وقت بھی یہ بولتے رہے لیکن یہ منظور نہیں ہوا لیکن آج یہ واحد اسمبلی ہے بلوچستان کی کہ جس کو یہ اعزاز ہوا کہ مادری زبانوں میں بچوں کو تعلیم دینے کی پرائمری سطح پر۔ میں اسے بہت خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب اسپیکر: جی یا سمین بی بی لہڑی صاحبہ۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب اسپیکر! جیسے کہ میرے دیگر اراکین اسمبلی نے اظہار خیال کیا میں اُن سے متفق ہوں اور آپ سب کو مبارکباد دیتی ہوں اس میں میں تھوڑا سا add کر لوں کیونکہ میں اس کمیٹی میں ممبر تھی رضا محمد بڑیچ صاحب کی supervision میں نیشنل پارٹی سے اور طاہر محمود صاحب مسلم لیگ (ن) سے اس کافی سیر حاصل گفتگو ہوئی ہیں بہت ساری میٹنگیں ہوئی ہیں اسکے بعد پھر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ مادری زبانوں کے حوالوں سے subjects یا جو compulsory رکھنے کا جو فیصلہ ہے اُس میں ناں صرف یہاں کی majority population ہے یا majority جو ہے وہ لوگ ہیں جو زبانیں بولتے ہیں بلکہ جتنی بھی یہاں پر تو میں ہیں اگر وہ سندھی بولتے ہیں اور فارسی بولتے ہیں اُنکو بھی ہم اسمیں شامل کر لیں لیکن میرے خیال میں بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل قانون سازی آج ہم نے کی ہے اسمیں میں آپکو تھوڑا سا یہ بتا دوں جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ اگر پچھلے تاریخ کو آپ دیکھ لیں history کو آپ دیکھ لیں بلوچستان اسمبلی کی جو آپ efforts پچھلے ادوار میں اور plus ابھی جو چھ سات مہینوں کی جو کارکردگی ہے اور چھ سات مہینوں کی جو کاوشیں ہیں کیونکہ یہ ساری چیزیں on the record ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت ہی مختصر مدت میں یہ proof کیا ہے کہ جو یہ نمائندہ جماعتیں ہیں چاہے وہ پختونخوا ملی عوامی پارٹی چاہے نیشنل پارٹی یا ہمارے یہ coalition government کے جو یہ نمائندے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہم real نمائندے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ ہم claim نہیں کرتے ہیں بلکہ ساری شہوتیں سامنے ہیں کہ جتنا ہم نے اپنے ساحل و وسائل جتنا جو ہم نے خواتین اور بچوں کے حوالے سے قانون سازی کی ہیں اور ہم اپنی شناخت اور اپنی زبان کو زندہ رکھنے کے حوالے سے جو ہم نے فیصلے کیے ہیں قوانین بنائے ہیں legislation جو ہے وہ بنائی ہے تو میرے خیال میں اسکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ہے اس سے پہلے جو ہمارے پارلیمنٹ کا جو بحث و مباحثے کا مرکز رہا ہے یا جتنی ہماری قراردادیں رہی ہیں یا جتنی ہماری energies جو ہیں وہ waste ہوئی ہیں وہ جو ہے مطلب گھوم پھر کے ہمارے جو ہیں ناں اپنے ذاتی مفادات یا جو ہے مطلب جس طریقے سے اُوٹ کھسوٹ کا بازار جو ہے گرم کیا گیا ہے جبکہ پچھلے چھ سات مہینوں میں ہماری حکومت نے proof کیا ہے کہ ہم جو ہیں عوام کی نمائندہ جماعتیں ہیں اور یہ اسمبلی جو ہے وہ پڑھے لکھے لوگوں کی اسمبلی ہے vision رکھتے ہیں نظر یہ رکھتے ہیں اور اپنے اکابرین ہیں شہداء ہیں اُنکے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے سرزمین کے مفادات کی protection کے حوالے سے قابلیت رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ یہاں پر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ایک اور جو بہت ہی مختصر عرصے میں ہماری اسمبلی نے ہماری گورنمنٹ نے

یہ ثبوت دیا ہے کہ ہم سٹاؤنسٹ سوچ نہیں رکھتے ہیں یہ مرکز یا جب ہم فیڈریشن کی بات کرتے ہیں اور ہمارا اُن سے گلہ رہا ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ یہ ملک جو ہے وہ مختلف قوموں مختلف زبانوں کی جو ہے representation کرتی ہے اور یہاں پر مختلف اکائیاں ہیں اُنکی بھی کلچر اور اُن تمام اقوام کی زبانوں کو respect دی جائے اور اُنکی promotion کیلئے کام کیئے جائیں اور اُنکو own کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو ownership کا جو سفر ہے وہ ہم start کیا ہے ناں صرف ہم نے اپنی زبان کو اہمیت دی ہے بلکہ، اگر ہم چاہتے اگر بدینتی ہوگی اگر سٹاؤنسٹ سوچ رکھتے تو شاید ہم یہاں پر ایک یا دو زبانوں کی promotion کی بات کرتے نہیں بلکہ ہم نے یہ کیا کہ جو بھی اس سر زمین میں رہنے والی اقوام ہیں وہ یہاں کے باسی ہیں اُنکا حق ہیں کہ وہ اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کریں کیونکہ ایک بچہ جب اپنی سوچ اور فکر کو اُس وقت وہ سامنے لاسکتا ہے اُس وہ highlight کر سکتا ہے چیزوں کو اُس وقت express کر سکتا ہے کہ جب اُس کو تعلیم اُسکو اُسکی اپنی مادری زبان میں دی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ اُن mind-set رکھنے والے لوگوں کیلئے بھی ایک سبق ہے۔ کہ اگر وہ بحیثیت نیشنلسٹ کے میں اپنی زبان اپنی کلچر سے اگر مجھے محبت ہے اُسکا ثبوت یہ ہے کہ میں دوسروں کے زبانوں اور کلچروں کو بھی اہمیت دوں اور اُن سے بھی اتنا پیار کروں تو میرے خیال میں اس اسمبلی نے اس بات کا ثبوت دیا ہے اور یہ گورنمنٹ جو ہے مبارکباد کا مستحق ہے کہ اُنہوں نے اتنی اہم اور تاریخ ساز فیصلہ کیا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی حاجی غلام دستگیر صاحب۔ اسکے بعد پھر ڈاکٹر صاحب سمیٹیں گے۔

حاجی غلام دستگیر بادی: میں مبارکباد دیتا ہوں جناب اسپیکر صاحب دوستوں کو اُنہوں نے جو مادری زبان کے حوالے سے جو قرارداد پیش کیا۔ اس سے پہلے بھی میرے خیال میں بلوچستان اسمبلی میں شاید میرے knowledge میں کم ہو ایک Bill پیش کیا گیا تھا لیکن پانچ سال کے بعد اُسکو ختم کیا گیا تو جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں تو یہی کہوں گا کہ ہمارے سرکاری سکولوں کا حال ہے میرے خیال میں چاک، چارٹ یا اپنے جو ہیں اُنکے بیٹھنے کیلئے ٹاٹ تک نہیں ہیں ہم سب سے پہلے، جو دوستوں نے پیش کیا میں تو سب سے پہلے اپنی رائے اور suggestion دوں گا کہ بلوچستان level پر ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے میرے خیال میں کچھ دن پہلے پاس آئے تھے بابت صاحب ہمارے منسٹر ہیلتھ، جان بلیدی صاحب نوشکی آئے تھے کئی سکولوں کے ہم نے دورے کیئے میرے خیال میں بچوں کیلئے جو سرکاری سکول تھا اُس میں بیٹھنے کیلئے ٹاٹ تک نہیں تھا چاک دور کی بات ہے کہ پڑھانا وغیرہ میرے خیال میں وہ routine ہے کہ 2 بجے تک بچوں کو سکول میں رکھا

جاتا ہے اور پھر اُسکے بعد گھروں کو واپس بھیج دیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والا غریب کا بچہ کیونکہ غریب کا بچہ سرکاری سکول میں پڑھتا ہے، امیر کا بچہ گریڈن یا بیکن ہاؤس یا بڑے سکولوں میں پڑھتا ہے تو اس کیلئے مادری زبان رائج کرنے کا یہ تو خوشی کی بات ہے البتہ ہمیں سوچیں کہ آیا ہم coalition government میں رہتے ہوئے ہم سرکاری سکولوں میں میرے خیال میں سرکاری سکولوں میں حال یہی ہے کہ اگر next classes شروع ہو جاتی ہیں اور وہ بچے تو اپنے کلاسوں میں آجاتے ہیں لیکن 3 مہینے تک تو کتابیں نہیں ہے جیسے ہمارے نصر اللہ صاحب نے کہا کہ مفت تعلیم کا شروع کیا پرائمری تک سلسلہ البتہ ہمیں نام، پہچان مادری زبان جہاں پر ہوا گریڈن بیٹھتا ہے پشٹون اور بلوچ بیٹھتا ہے اس کی ایجوکیشن ہوگی لیکن سب سے پہلے ہمیں نام کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم نے کیا ہے یا ہمارے اسمبلی نے یہ پیش کیا گیا۔ اگر کام کرنے کی ضرورت ہے تو سب سے پہلے اُس غریب کے بچے کو دیکھا جائے کہ جو سرکاری سکول میں پڑھتا ہے آیا اُسکے پاس کتاب ہے؟ آیا اُسکے پاس یونیفارم ہیں؟ آیا اُسکے پاس بیٹھنے کیلئے آپ یقین کریں میں اُنکو لے گیا ہوں سکولوں میں سرکاری نوشکی میں بلوچستان کی بات کر رہا ہوں ہر سرکاری سکول میں یہی حال ہے لہذا میرے دوستوں سے گزارش یہی ہے کہ اس کیلئے کمیٹی بنائی جائے یہ جو ہے monthly reporting ہوں ہمارے سرکاری سکولوں کا بہت برا حال ہے جناب اسپیکر! صاحب مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکر یہ جی منظور احمد کا کڑ صاحب سمیٹتے ہیں یہ جو Debate ہے کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کا آپ کی اجازت سے مؤخر کرونگا منگل کیلئے کیونکہ اس وقت level آپ کا energy بھی down ہے پھر Mover نے بھی request کی کہ اُس وقت کریں کہ CM بھی موجود ہوں سب موجود ہوں جی منظور کا کڑ صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب جناب اسپیکر صاحب آج جو مقامی زبانوں کے حوالے سے جو بل پیش ہوا اور بل منظور بھی ہوا حقیقتاً خوش آئند بات اور خوش نصیبی والی باتیں ہیں لیکن یہاں پر کاش یہ بل اکیسویں صدی میں نہیں بلکہ اس پہلے پیش ہونا چاہیے تھا اور جو آج ہم جن مسئلوں اور مسائل پر بات کر رہے ہیں یہ ہمیں درپیش نہیں ہوتیں جناب اسپیکر! دنیا میں ہر جگہ اپنی زبانوں کو اہمیت دی گئی ہے اگر ہم چائنا کی بات کریں ہم جاپان، اٹلی کی بات کریں وہاں پر کبھی کبھی کوئی اور زبان نہیں بولی جائیگی اپنی ہی مادری زبان بولی جاتی ہے جو اُنکی زبان ہے لیکن بد قسمی کہیں یا بد نصیبی کہیں ہم نے کئی اور زبانیں adop کئے ہوئے ہیں ہم کئی اور زبانیں بولتے ہیں جو کہ ہمارے office کی بھی ہر جگہ کی ہیں جناب اسپیکر! ایک رپورٹ بھی اسمیں تھا کہ اگر

آپ کسی اور کے زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو اُس بچے کے IQ جو ہے وہ 40% سے 50% کام کرتا ہوں اگر آپ مادری زبان میں اپنی زبان میں اُس کو تعلیم دیں گی وہ 80% IQ اسکا دماغ کام کرتا ہے تیز ہوتا ہے جناب اسپیکر! حقیقتاً خوش آئند بات ہے ہمارے بڑوں نے جو قربانیاں دی تھیں انہیں چیزوں کیلئے خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی جب قرآن شریف کا ترجمہ یا اسکی تفسیر پشتو میں دے رہے تھے لوگوں کو اپنے لوگوں کہ وہ قرآن شریف تو تلاوت کرتے ہوں لیکن اُنکی معنی نہیں سمجھتا نہیں کہ کیا ہے تو جب جا کے پشتو میں شروع ہوا تو اُنکو سمجھ آنا بھی شروع ہوا تھا تو اُسکے اوپر بھی اُسکو نہیں چھوڑا گیا کہ وہ اس چیز کو آگے بڑھا سکیں تو اسی طرح ہمارے اور اکابرین تھے ہم کہیں گے بابائے بزنجو کے حوالے سے ہوگی صاحب کے حوالے سے ہوا انہوں نے بھی یہی کوششیں کی تھی تو یہ حقیقتاً خوش آئند بات ہے لیکن یہاں پر کاش کے ہمارے جو اپوزیشن کے دوست ہیں اسکے اوپر اگر واک آؤٹ ہوتا تو تب مزہ آتا کہ قوم کیلئے خدمت شہر کیلئے زبانوں کیلئے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہاں پر انہوں نے پیسوں کیلئے واک آؤٹ کرنا انہوں نے اچھا سمجھا، بہتر سمجھا۔ خیر ہر کسی کی اپنی سوچ ہے جناب اسپیکر! میں تمام ایوان کو یہاں پر جو coalition government کے اور جو ہمارے اور ساتھی تھے جنہوں نے اس بل میں ساتھ دیا اور منظور کیا میں تمام دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ ڈاکٹر حامد صاحب۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): مہربانی اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بولنے کا موقع دیا جناب اسپیکر! یہی ہوتی ہے عدم تشدد جمہوریت صبر اسکے نتائج جناب والا! اس پشتو کو پشتونوں کیلئے اسلامی قانونی اور جائز سمجھنا بلوچی کو بلوچ کیلئے اسلامی، قومی اور جائز سمجھنا۔ اسی طرح براہوئی فارسی، سندھی جناب والا! اس کیلئے صدیوں پر محیط جدوجہد کا نتیجہ ہے ہمیں بے علم، نا سمجھ، سمجھ کے کہتے ہیں کہ جی یہ تو اردو اسلام کی زبان ہے، اسلام، اردو برابر ہے پاکستان پاکستان جمع اردو برابر ہے اسلام یہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب کی زبان ہے کوئی کیا کہتا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح صاحب جب 7 یا 8 سال کا بچہ تھا یہ ہے 1876ء انکی پیدائش ہے تو اردو زبان جب قائد اعظم محمد علی جناح کوئی 7 یا 8 سال کے بچے تھے میوند کے غزہ کے بعد انگریز لے کے آیا انگریز اپنے ساتھ دہلی سے انگریزی اور اردو لیکے آیا اور یہ ہم پر سرکاری اور فلاناں فلاناں زبان کے۔ جناب! پھر مذہب کے حوالے سے کہ جی کفر کی زبان ہے دوزخ میں بولی جائیگی ادھر یہ گراؤنڈ تیار ہو رہا تھا افغانستان میں یہ قومی زبان تھا اور اسلام کی زبان تھا ادھر اسکو اسلام کی زبان نہیں ہونے دیتے تھے جناب اسپیکر! دنیا کی ابھی چھوٹا سا ملک ہے سویٹزر لینڈ، وہاں پر اُنکے

اٹالین زبان بھی ہے فرنج بھی ہے اور انکے اپنی زبان بھی ہے بلجیم چھوٹا سا ملک ہے اُس میں فلمیں اور فرنج سرکاری زبان ہے انگلینڈ میں ابھی گیک ہے سکاٹش ہے انکی اپنی انگریزی زبان ہے ہم بھی، بیشک میں قومی اسمبلی میں اس موضوع پر بولا ہوں میں نے دست بستہ عرض کی تھی وہ ہاشمی کے ساتھ کہ ہاشمی صاحب میرے والد خان عبدالصمد خان اچکزئی اسمبلی میں بولا ہے اُردو میں ابھی میں اُردو میں بول رہا ہوں اور میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے بچے کو بھی اُردو سکھائی ہے ہم کسی کے زبان کے دشمن نہیں ہیں کسی کے کلچر کے خلاف نہیں ہیں کسی کو غیر اسلامی غیر قانونی اور غیر جمہوری نام نہیں دیتے ہیں ہر زبان زبان ایک سائنس ہے کوئی جغرافیہ سیکھتا ہے کوئی میڈیکل سائنس کوئی پولیٹیکل سائنس پڑھتا ہے کوئی طب کا طالب علم ہوتا ہے تو یہ ایک آرٹ ہے ہم نے کہا کہ بھائی ہم نے یہ زبان سیکھی ہے آپ اگر پاکستان کے ساتھ وفادار ہیں تو ہمارے زبان سیکھیں 50 لاکھ ہندوستان سے آئے ہوئے لوگوں کے زبان ہم تین generations ہم نے سیکھا ہے آپ ہماری زبان سیکھیں یہ جمہوریت ہے یہ انسانیت ہے یہ اسلام ہے بے شک آپ نہیں سیکھتے ہوٹھیک ہے پٹھان جنگلی ہیں فلانا فلانا لیکن یہ جو آپ کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خدارا! ہم سے ہماری اپنی زبان مت چھینیں یہ مطالبہ کرنے والوں سے ہم نفرت کرتے ہیں کہ بلوچ کو بلوچ جی نہیں پڑھنی چاہیے اور پشتون کو پشتو بولنا اور پڑھنا نہیں چاہیے سندھی کو فلانا نہیں چاہیے یہ میں داد دیتا ہوں اس ایوان کو۔ اس ایوان میں coalition partners کو اپوزیشن کو کہ اتنے پُر امن سے یہ چیز پاس ہوئی ورنہ میں جب میڈیکل کا student تھا جب سندھی زبان سندھیوں کیلئے قرارداد pass ہوئی ڈھائی سو بندے مرے بس یہ جنگ اخبارتھا حریت اخبارتھائی روشنی اور فلانا نے اخبارات کہ اُردو کا جنازہ ہے ذرہ دم سے نکالو ہمیں اُس وقت بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ بھی اُردو تو ہے ہی ہے یہ سندھی آ رہی ہے یہ سندھی کونہ لانے کیلئے انہوں نے ڈھائی سو جانوں کی قربانی دی جناب اسپیکر! ایک تاریخ رقم کر رہے ہیں ہم اتنے کمزور اتنے ناتوان اتنے جو وسائل ہمارے کم تھے لیکن یہ 1930ء کی بات ہے 1930ء میں Magsi The Great، عزیز مگسی نے خان شہید کو ٹیلیگرام بھیجا کہ ہم وہ arrange کر رہے ہیں جیکب آباد میں، آل انڈیا بلوچ کانفرنس تو دونوں جوان تھے، مگسی صاحب 8، 10 سال اُن سے بڑے تھے تو خان شہید کہتا ہے کہ اُس نے جواب دیا کہ آپ کو مبارک ہو آل انڈیا بلوچ کانفرنس آپ کر رہے ہیں میں دعا گو ہوں تو مگسی صاحب نے اسرار کیا کہ تم آؤ، ہم کچھ فیصلہ کر لیں گے تو وہاں پر اُس کانفرنس کا نام آل انڈیا بلوچ اینڈ برٹش بلوچستان کانفرنس اور اُسکی صدارت خان شہید نے کی اُس کانفرنس میں تمام انڈیا کے بلوچ بیٹھے تھے اُس میں قرارداد pass ہوئی کہ برٹش بلوچستان کا سیاسی، تدریسی، عدالتی اور تجارتی زبان پشتو ہوگی یہ

اُس وقت تمام افغان اور بلوچ اس پر متفق ہوئے تمام انڈیا کے اور ہم اتنے بے بس اور کمزور اور یہ تھے کہ اسکو ابھی عملی کیا مل بیٹھ کے وہی اکابرین ہیں بزنجو صاحب کے، گل خان نصیر کے یوسف زئی صاحب کے مگسی صاحب کے خان شہید عبدالصمد خان کے وہی followers ہیں مسلم لیگ (نواز) والے ہمارے ساتھ تھے۔ اپوزیشن والے تو آج تاریخی دن ہے ایک اُس میں لوگوں سے دو قدم آگے ہیں کہ ہم نے پرامن طریقے سے، عدم تشدد کے فلسفے سے، جمہوری طریقے اپنانے کے ایک اس چیز کو پشتون، بلوچ براہوئی اُس وقت تک پہنچایا تو ہم یہ باؤر کرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ آؤ یہ commitment کر لیں کہ ہر اُس اچھی چیز کیلئے جس میں قوموں کی بھلا ہوا اسکو جمہوری اور عدم تشدد اور انسانی طریقوں سے اپنا کر اپنائیں تو ایک دفعہ پھر دنیا کے تمام بلوچوں اور افغانوں پشتونوں اور سندھیوں کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ہم اپنی زبان بولنے اور پڑھنے کے حقدار ہوئے اُس دن کابینہ کا اجلاس تھا تو آپ نہیں تھے میں نے کہا کہ خضر حیات کے خلاف no confidence motion move ہو رہا تھا تو اسٹیج پر لا ہو رہے لوگ جمع تھے کہ خضر فلاناں ہائے ہائے نعرے لگا رہے تھے لوگ تھے جذباتی تھے تو اتنے میں اُدھر جو بات چیت ہو رہی تھی اُدھر decide ہوا کہ no confidence motion move نہیں کرنی ہے تو کوئی بندہ آیا یہ جو اسٹیج پر نعرے لگا رہے تھے اُنکے کان میں کچھ کہہ دیا تو اُس نے کہا کہ ہونو خبر آئی ہے کہ خضر ساڈا بھائی ہے تو ہونو خبر آئی ہے کہ ہم سب وفادار ہیں اس ملک کے پہلے تو ہم غدار تھے فلانے تھے تو یہ زبان کی قرارداد جب pass ہوئی تو پشتون، بلوچ، سندھی سب وفادار ہو گئے ہم بھی اپنے حقوق کے وہ ہو گئے اور باقی ماندہ حقوق بھی اسی جمہوری طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی زیارتوال صاحب سیمیں پھر۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): شکریہ جناب اسپیکر! میں شعر و شاعری سے زیادہ وہ تو نہیں ہے لیکن آج موقع کی مناسبت سے شعر سے شروع کروں گا۔

جناب اسپیکر: رَٹا مارا ہے یا؟ رَٹا مار کے آئے ہیں۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): full رَٹا، full رَٹا، ”چاہا ہے ہر رنگ میں لیلیٰ نے وطن کو تڑپا ہے کستور پہ دل اُسکی لگن کو اس عشق نہ اُس عشق پہ نادم ہے یہ دل مگر اس دل میں ہر اک داغ بہ جُز داغِ ندامت کے تو شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ترنم میں کہتے تو اور مزہ آتا یہ لگتا۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن، اطلاعات): تو فیض احمد فیض کی شعر ہے جناب اسپیکر تو بنیادی طور پر میں اس لیے یہ شعر یا یہ تمہید اس لیے پڑھا کہ جناب اسپیکر! ہم ادھر ادھر گھوم پھر کے اور natural چیزوں کے خلاف nature کے خلاف آپ کام کرینگے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں ہوگا تو جناب بعض چیزیں natural تھیں ہماری زبانیں ہماری ثقافت ہماری تاریخ جو بھی ہے جس کو کیسا لگے لیکن انسان کی حیثیت سے ہم پر اُسکا احترام لازم ہے احترام کرنا چاہئے زبانوں کی ثقافتوں کی اُسکی history کی اُسکی تہذیب کی اُسکی civilization کی جناب اسپیکر! انسانی تاریخ ایک قوم کی ایک فرد کی میراث نہیں ہے انسانی تاریخ تمام انسانیت کا مشترکہ میراث ہے اب جب انسانی تاریخ تمام انسانیت کا مشترکہ میراث ہے تو جناب اسپیکر! جس تاریخ پر ہم فخر کرتے ہیں دوسرے جملے میں ہم اُسکی رَد نہیں کریں میں یہاں آپکے سامنے یہ بات رکھنا چاہ رہا ہوں کہ انسان جب حیوانی دُنیا سے علیحدہ ہوا تو ایک چیز ایسی تھی زبان قدرت کی جانب سے وہ عطا تھی جس نے انسان کو حیوانی دُنیا سے علیحدہ کر کے کہنے کی بولنے کی سمجھنے کی صلاحیت یہ develop ہوتا رہا اور آج ہم جس حالت میں کھڑے ہیں اور آنے والے وقت میں انسان اس سے بھی بہتر حالت کی طرف جانیکی کوشش کر رہا ہے تو جس چیز نے انسان کو حیوانی دُنیا سے علیحدہ کر کے انسانیت کی معراج پر پہنچایا اور پھر خود انسان ایسے بنے کہ اُس نے اُنہوں نے اُنہیں چیزوں کی مخالفت کی جناب اسپیکر! آنے والے مہینہ 21 فروری اقوام متحدہ کی جانب سے مادری زبانوں کا دن ہے اور یہ غضب یہاں سے شروع ہوئی تھی 1955ء میں جب وَن یونٹ بنا تو کہا کہ سب کو اُردو پڑھنا ہے خُدا کیلئے سب کو اُردو پڑھنا ہے کیسے پڑھیں گے؟ اور اسکے خلاف جب احتجاج ہوا اُسٹیمس فائرنگ ہوئی اور لوگ مارے گئے اور اقوام متحدہ نے اسکا نوٹس لیا تو جناب اسپیکر! میں پھر آپکے سامنے ثقافت کے حوالے سے، history کے حوالے سے تاریخ کے حوالے سے اُن پر جو اوردواں پر تو یہ دن مقرر کی قومی زبانوں کی لیکن جناب اسپیکر! ہمارے یہاں پر باقی چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں آج کی دُنیا پرندوں کی یہاں تک زندہ جتنے بھی مخلوق دُنیا میں گزرے ہیں آئے ہیں کوشش کر رہے ہیں کہ اُنکی نسلیں ختم نہ ہوں اور ہم لگے ہوئے تھے کہ ان لوگوں سے پشتو چھین لو بلوچی چھین لو بروہی چھین لو اور سندھی چھین لو اور پنجابی چھین لو کیا کرنا ہے؟ کیا پڑھنا ہے؟ اُردو پڑھنا ہے تو یہ سب کچھ یہ خرابیاں جو آج ہم اُسکی درستی کیلئے جارہے ہیں تو جناب اسپیکر! مذاہب انسانوں کے مختلف بھی رہے ہیں مشترک بھی رہے ہیں انسان کا وہ عمل ہے کہ انسان قدرت کی جانب سے پیغمبر آئے ہیں اور خُداوند تعالیٰ خود کہتا ہے ہم تو اتنے وہ بن گئے تھے آج تو یہاں نہیں ہیں منکر ہو جاتے تھے یہ کیا ہے وہ کیا ہے؟ خُدا نے خود کہتا ہے کہ میں نے آج تک کسی قوم کے پاس بغیر زبان کے پیغمبر

بغیر نہیں بھجوا یا اب پیغمبر اُردو بولے اور زیارتوال پشتو بولے تو زیارتوال کیا سیکھے گا؟ پیغمبر کیا سکھائیں گے؟ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں کی اہمیت تھی ان چیزوں کی اہمیت ہیں اور آپ نے آج بالخصوص دوسری کارروائی کو چھوڑ کے اسکی اہمیت کے حوالے سے تمام دوستوں کو اس پر بولنے دیا یہ credit اس گورنمنٹ کو جاتا ہے اس گورنمنٹ میں شریک پارٹیوں کو جاتا ہے کہ انہوں نے یہ کام کیا ہے اور آج بھی کچھ لوگ تذبذب میں مبتلا ہیں جناب اسپیکر! ہماری چیزوں کی ان چیزوں کو سطحی نہیں لیں دُنیا کے ماہرین آج ساری دُنیا کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ایک بچہ جب مادری زبان میں سیکھنا شروع کر دیتا ہے اسکی صلاحیتیں 100 میں 98% ابھرتی ہیں بڑھتی ہیں آگے چلے جاتی ہیں اب اگر اُس پر دوسری زبان مصلحت کر دیتے ہیں تو اسکی صلاحیتیں %30، 40 نیچے چلی جاتی ہیں تو سیکھنے کا، پڑھنے کا ذہن کے فروغ کا موقع وہ تھا جو آپ مادری زبان میں وہ چیز کرتے آگے چلے جاتے ہیں پھر جناب اسپیکر! دُنیا میں آج بھی ہمارے لوگ جاتے ہیں اسٹوڈنٹس جاتے ہیں میٹرک کے بعد جاتے ہیں میٹرک سے پہلے جاتے ہیں ایف ایس ای کے بعد جاتے ہیں جس ملک میں جاتے ہیں 9 مہینے کا کورس ہے لیٹلوئج کا وہ اُنکو پڑھا لیتے ہیں اور 9 مہینے کے بعد باقاعدہ پڑھائی شروع وہ بول سکتا ہے پڑھ سکتا ہے لکھ سکتا ہے لیکچر کو سمجھ سکتا ہے انگریزی، اٹالین، جو بھی زبانیں دُنیا میں ہیں جس ملک میں آپ جائینگے روسی تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ زبانیں بنیادی طور پر جو سمجھ ہے جو ادراک ہیں جو مادری زبانوں میں ہیں اور جو لطف ہے جناب اسپیکر ایک دوسرے کے ساتھ مذاق بھی کرتے ہیں تو مادری زبان کی جو لطف ہے وہ ٹھیک ہے آپ اچھی سی اچھی انگریزی بول سکیں گے لیکن اُس فقرے سے اُس محاورے سے اُس لطف سے وہ لطف نہیں اٹھا سکیں گے جو آپ اپنے مادری زبان میں سامنے والے سے کہہ دیتے ہیں تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چیزیں ایسی تھیں اور بہت بڑی خرابی کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ہرچی کُنڈا کُنڈا اس پر ختم کروں گا کہ ہرچی کُنڈا کُنڈا کُنڈا کُنڈا بعد از خرابی نے بسیار تو ہم اُس stage پر تھے اب اچھا ہوا کہ بمشکل یہاں پر پہنچ گئے ہیں اور یہ بات مانی گئی ہے سنی گئی ہے اور میری ذاتی طور پر تمام ہاؤس سے گزارش یہ ہے کہ صرف اس پر اکتفا نہیں کریں گے بلکہ بہت جلد اپنی مادری زبانوں کو قومی زبانوں کو فروغ دینے اسکو آگے لجا لینگے اور ان زبانوں کے فروغ کے بغیر ہماری history ہماری تاریخ ہماری ثقافت ہمارے تمام چیزیں نامکمل ہوتی ہیں اور قوم بھی اُس وقت تک نامکمل ہے جب تک اُس کی زبان اُس کی تاریخ اُس کی ثقافت اور اس کی جغرافیہ، تین چار چیزیں ہیں جب تک یہ چار چیزیں اکٹھی نہیں ہونگی تو اسکو قوم نہیں کہا جاسکتا اُسکی زمین ہوگی اُسکی ہسٹری ہوگی اُسکی زبان ہوگی اور اسکا ایک کلچر ہوگا تب وہ ایک قوم کہلائے گا آج خوشی کا مقام ہے کہ اس ایوان نے مادری زبانوں کے حوالے

Bill پاس کر دیا ہے اور مادری زبانوں کو لازمی زبان کی حیثیت سے پہلی تاریخ سے شروع کریں گے پڑھائیں گے اور کوشش کریں گے کہ اسکو ہر حوالے سے اس کو فروغ دینگے اور اس طریقے سے ہم یہ اس سرزمین کا اور mother کی دودھ یعنی کہ شیر مادر کا حق ادا ہو جائیگی خدا کرے کہ آج تک جو ہوتا چلا آیا ہے ہم سب پر جو فریضہ تھا ہم سب نے اچھی طریقے سے اُسکو نبھایا اور شیر مادر حق ادا کر دیا شکریہ Thank you Mr

Speaker.

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ مجھے امتحان میں نہیں ڈالتے ہیں سارے ایوان کو امتحان میں ڈالتے ہیں کہ آپ کھڑے ہوتے ہیں۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی ڈی اے، کیو ڈی اے، بی سی ڈی اے): میرے خیال میں پندرہ سال سے اس اسمبلی میں کمیٹیاں نہیں تھیں تو آپ کی کوششوں سے اور ہمارے cooperation سے یہ چیز ہو گئی ایک request آپ سے یہ ہے کہ کسی نے نہ کمیٹی کا سنا ہے نہ کمیٹی کے متعلق کسی نے بتایا ہے اگر آپ مہربانی کریں یہ پہلی بار آئے ہیں کہ بھی وہ لائبریری والے کمیٹی کی کیا فرمائش ہونگے وہ ایوان والے کے کیا ہونگے مالیات کی کیسے ہونگے اس پر اگر بول دیں تو معاملہ کچھ صاف ہو جائیگا۔

جناب اسپیکر: میں جلدی سے آپ کو زیادہ امتحان میں نہیں ڈالوں گا کیونکہ لوگ جب چٹھی کے قریب ہو نام تو سب بھاگنا چاہتے ہیں اسکول سے جی میڈم یہ آپ بھی کیا ڈاکٹر حامد کی طرح ہمیں امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں؟

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: point of order پر میں پہلے بولنا چاہتی تھی آپ نے مجھے روک دیا کہ میں بعد میں بولوں گی یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گی کہ PTCL کے اعلیٰ حکام کی جانب سے بلوچستان کے 12 آفیسرز اور دیگر ملازمین کیساتھ ناروا سلوک اور انہیں بلوچستان سے باہر ٹرانسفر کیے جانے پر میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ انہیں بلوچستان سے باہر اسلئے ٹرانسفر کیا جاتا ہے کہ وہ مجبور ہوں کہ وہ گولڈن ہینڈ شیک لے لیں اس سے پہلے میرے خیال تاریخ میں ایسا ہوا ہے تو اس حوالے سے آپ سے درخواست ہے کہ بلوچستان کے عوام پہلے سے بیروزگاری اور مایوسی کا شکار ہیں مزید انکو امتحان میں نہ ڈالیں لہذا آپ ایک رولنگ دیں کہ ان آفیسران کی ٹرانسفر جو ہے واپس کر دی جائیں۔

جناب اسپیکر: شکر یہ میڈم اُسکا طریقہ یہ ہوتا ہے پارلیمنٹ کا کیونکہ وہ ادارہ جو ہے وفاق پاکستان کا ہے صوبائی محکمہ ہوتا تو اُسی وقت میں رولنگ دے دیتا طریقہ کاریہ ہے کہ On behalf of Chief

Minister زیارتوال صاحب اپنے ذمہ کریں گے منگل کو جب اجلاس انشا اللہ ہوگا تو ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے کہ میں نے اب تک کیا کارروائی کی ہے کہ افسروں سے رابطہ کیا ہے اور اس وقت Situation کیا ہے یہ طریقہ اختیار کیا جائے گا یہ پارلیمنٹری طریقہ ہے دوسرا جو کمیٹیز کے بارے میں ہم اُس حد پر جب کمیٹیز active ہو جائیں گے یہ کتابچہ پڑھ لیں 14 کمیٹیز اور بھی بڑھادیئے ہیں اٹھارویں ترمیم کے تحت کمیٹیز جو وزراء ہوتے ہیں وہ اُنکے ex-officio member ہوتے ہیں کمیٹی کا جو چیئرمین ہوتا ہے جو آپ کی policy ہے developments schemes ہیں دوسری activities ہیں اُن پر ایک monitor ہوتا ہے کہ Monitoring ہوتی رہے پچھلے ادوار میں یہ نہیں ہوا جس کی وجہ سے وزراء زور آور ہو گئے پارلیمنٹ زور آور نہیں ہوئی وزراء زور آور ہوئے تھے آپ اور ہم چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ زور آور ہو وزراء پارلیمنٹ سے instruction لیں۔ کامینہ اور چیف منسٹر بھی پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ وہ ماحول ہم نے بنانا ہے میں ہر وقت یہی کہتا ہوں کہ جب آپ اقتدار میں ہیں تو آپ اپوزیشن کے لحاظ سے سوچا کریں کہ جب آپ اپوزیشن میں ہونگے تو پھر آپ کو کیا اختیارات ہونے چاہئیں یہ تو آج والی ایک تو ہوتی ہے ہماری ہاؤس کمیٹی جیسے کہ آپ کے فنانس وزارت ہوتا ہے صوبے میں، ہمارے جتنے بھی اخراجات ہیں جتنے بھی activities ہیں ہم کوئی بھی نہیں کر سکتے ہیں اگر فنانس کمیٹی انکو sanction نہ کریں جیسے آپ کے اسمبلی جب بجٹ pass کرتی ہے اسمبلی کی جو فنانس کمیٹی ہے اسکو budgetary powers یہی کمیٹی دیتی ہے اسمیں میں باختیار نہیں ہوں میں پابند ہوں اُس کمیٹی کا کیونکہ نہ ہونے کی وجہ سے آٹھ نومبر ہم ایڈ ہاک ازم پر چل رہے تھے جو کہ صحیح نہیں تھا دوسری والی ہاؤس اینڈ لائبریری کمیٹی ہے جو آپ کی لائبریری فنکشن ہوتی ہے اُسکو بھی وہ maintain کرتی ہے اور ایم پی ایز ہاسٹل کو بھی maintain کرتی ہے جو ایڈمنسٹریشن ہے ایم پی ایز ہاسٹل کی وہ کرتے ہیں آپ کی جو کمیٹیاں آئینگے وزارتوں کے تو آپ وزارتوں پر monitor ہونگے جو ابھی بینس گیس ٹھیک ہے جی۔ جی غلام دستگیر صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: وہ اجلاس آپ نے بلایا ہے اسمیں kindly آپ سے request یہی ہے کہ آپ کیسکو چیف کو بھی بلا لیں کیونکہ دیہی علاقوں میں ہمارے علاقوں میں تو بجلی نہ ہونے کے برابر ہیں۔

جناب اسپیکر: چلیں اُنکو بلا لیتے ہیں دوپہر کا ٹائم دینا پڑیگا خُدا کرے اسلام آباد والوں نے نہ بلایا ہو اُسکو پھر ایسے کرینگے اُنکو 3:00 بجے کا ٹائم میں دے دوںگا کہ وہ تیاری کر کے آجائیں جو ہمارے بجلی کے مسائل ہیں اب اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 28 جنوری 2014ء بوقت صبح 11:00 تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 4 بجکر 14 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔